

تاجدارِ وفا عباس ابن علی



علامہ سید رضی جعفر نقوی

تاجدارِ وفا عباس ابن علی

علامہ سید رضی جعفر نقوی

عقلمند پبلیکیشنز

عقلمند پبلیکیشنز کا فہرست کتاب

پتہ: اوپن کس ٹریڈ - 18158 کراچی 74700 پاکستان
Phone: 4134754

Rate	Name of books	Rate	Name of Books	Rate	Name of Books
150/-	مہمان	60/-	سہا	300/-	قرآن مجید
100/-	فریاد	80/-	سہمن	200/-	طہران
100/-	مہمان (مہمان)	80/-	سہمن	270/-	کعبہ
		60/-	سہمن	350/-	سہمن
		60/-	سہمن	200/-	سہمن
		50/-	سہمن	160/-	سہمن
		60/-	سہمن	150/-	سہمن
100/-	سہمن			160/-	سہمن
300/-	سہمن	250/-	سہمن	150/-	سہمن
100/-	سہمن	100/-	سہمن	60/-	سہمن
200/-	سہمن	100/-	سہمن	60/-	سہمن
		100/-	سہمن	40/-	سہمن
50/-	سہمن	100/-	سہمن	100/-	سہمن
50/-	سہمن	100/-	سہمن	50/-	سہمن
50/-	سہمن	100/-	سہمن	200/-	سہمن
50/-	سہمن	130/-	سہمن	100/-	سہمن
		60/-	سہمن	40/-	سہمن
300/-	سہمن	80/-	سہمن	50/-	سہمن
100/-	سہمن	50/-	سہمن	150/-	سہمن
80/-	سہمن	100/-	سہمن		
60/-	سہمن	100/-	سہمن	150/-	سہمن
60/-	سہمن			100/-	سہمن
130/-	سہمن	100/-	سہمن	100/-	سہمن
180/-	سہمن	100/-	سہمن	100/-	سہمن
		50/-	سہمن	100/-	سہمن
		50/-	سہمن	120/-	سہمن
5/-	سہمن			100/-	سہمن
20/-	سہمن			50/-	سہمن
80/-	سہمن	150/-	سہمن	50/-	سہمن
150/-	سہمن	200/-	سہمن	50/-	سہمن

آئینہ اسلام پبلیکیشنز، فون: 7224812
 مومل کراچی، 99/2 اسلام آباد، فون: 0333-5224572
 مومل کراچی، فون: 2433055
 مومل کراچی، فون: 6686907

ناجدارِ وفا

تالیف

بزرگوار علامہ سید رضی جعفر نقوی صاحب مدظلہ

Scanned for
our children who
living abroad.
Tahle Durr
S. Nagar, Hubas
24.7.2019

عصا لاپبلیکیشنز

بی۔ او باکس نمبر۔ 18168 کراچی 74700 پاکستان

(۱۱۰ / ۷۸۶)

مولائے کائنات

ابوالائمہ حضرت امام علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام

کے اقوال

کی مناجاتوں میں سے ایک مناجات

إِلٰهِ كَفَىٰ بِي عِزًّا أَنْ أكونَ لَكَ عَبْدًا أَوْ كَفَىٰ
بِي فَخْرًا أَنْ يَكُونَنَّ لِي رَبًّا أَنْتَ كَمَا أُحِبُّ
فَأَجْعَلْنِي كَمَا تُحِبُّ

میرے اللہ میری عزت کے لئے یہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں
اور میری فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔ تو ویسا ہی
ہے جیسا میں چاہتا ہوں، پس تو مجھ کو ویسا بنا لے جیسا تو چاہتا ہے۔

اشراک:



IDAARA-E-TARVEEJ-E-SOAZKHWANI

ادارۃ ترویج سوز خوانی

Post Box No. 10979, Karachi-74700



ناشر و ناشر

محمد رفیق انجیل پبلشرز

عصمہ پبلیکیشنز کراچی

500

اگست 2005ء

عاصم پرنٹنگ ناظم آباد نمبر 2 کراچی

پہلا ایڈیشن

60 روپے

پروفیسر سید سبط جعفر زیدی ایڈووکیٹ

جناب شیخ رضوی ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)

سید امتیاز عباس

نام کتاب

تحریر

ناشر

تعداد اشاعت

تاریخ اشاعت

طباعت

سائیکل پریس

ہڈ بک

میں قانون

مردوق (انجیل پبلشرز)

تفصیلات

حسن علی بک ڈپو - کراچی	انجیل بک ڈپو - اسلام پورہ کرشن پورہ
محمد علی بک ڈپو - روضہ کراچی	مکتبہ الرضا - اسلام آباد
اسلامک بک اینڈ ڈسٹری بیوٹرز - روضہ کراچی	کریم علی بک ڈپو - اسلام آباد
جمیل قرکات پینٹر - روضہ کراچی	منہاج الصحاحین - غزنی اسلام آباد
احمد قرکات پینٹر - انجیل کراچی	مکتبہ الصحیحین - ہزارہ آباد اسلام آباد
رحمت اللہ بک انجیلی - روضہ کراچی	محمد علی بک ڈپو - G-9/2 کراچی
محفوظ بک انجیلی - روضہ کراچی	سید محمد حسین کمالی - G/2 اسلام آباد
خراسان بک پینٹر - روضہ کراچی	سودے بکس لائبریری اینڈ اشپوز سکر، پاکستان
احمد بک ڈپو - رضویہ سماجی کراچی	عباس بک انجیلی رستم کراچی
مکتبہ طلوع مرکز قرکات و طائف رضویہ سماجی کراچی	

فہرست مضامین

- ۔۔ عسر و نحر ہمارے
- ۔۔ اہل دل کے سخن
- ۔۔ تھکاتے اسپالو مینٹ
- ۔۔ ایک مولانا اور آس کا بولب
- ۔۔ جناب ام البنین کے مظلوم
- ۔۔ جناب حمیل کی گفتگو
- ۔۔ مالی فتنہ لوگوں کے امتیازات
- ۔۔ آپ کے قابل فخر والدین
- ۔۔ نئی عشا تم کا چاند
- ۔۔ گہوارہ جنبانی
- ۔۔ آپ کے نقاب
- ۔۔ عشا دروی
- ۔۔ روضہ دروی
- ۔۔ مستقاسے حرم
- ۔۔ سندھ علم اور خدمت بر عباسی
- ۔۔ علم فقہ میں آپ کی ترتیب
- ۔۔ جلسائے مجال کی شہادت
- ۔۔ آپ کی عبادت
- ۔۔ توجہ امتیازی اور بصیرت
- ۔۔ آپ کی شجاعت
- ۔۔ اسلامی جہاد میں آپ کی شان
- ۔۔ جنگ صلیب میں آپ کی شرکت
- ۔۔ امام حسن مجتبیٰ کے ساتھ
- ۔۔ تضافہ مسیحیت کی
- ۔۔ مدحیہ ستورہ سے روایتی
- ۔۔ سر زمین کوہ پاپور دہلی
- ۔۔ ایک شب کی حیات
- ۔۔ شب عاشورہ - خیام کی پاسبانی
- ۔۔ روزہ عاشورہ - شہادت
- ۔۔ اسطہ ابن کعبہ کے نزدیک آپ کا مرتبہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والواقفة بالمتقین والصلوة
والسلام والرحمة والاکرام علی سیدنا ونبینا ابی القاسم
محمد وآله الطیبین الطاهرین المعصومین واللعنة علی

اعداءهم اجمعین

اما بعد

یہ بات ہم سب کے لئے انتہائی سعادت کی ہے کہ مالک دہہاں نے
میں یہ شرف عطا کیا کہ :

اوپر سال (۱۳۳۷ھ) میں ہم لوگوں نے تاجدارِ وقت
قرنی ائمہ حضرت عباس علیہ السلام کا چہرہ و کلام
پیش فرمایا۔

حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام، جن کے بارے میں شاعر نے
بالکل سچ کہا ہے کہ،

نورے شہتیر کی ضیاء عباس
تیر چرخ کمر بلا عباس
جس میں غیر کشا کا جلوہ ہے
وہ شہادت کا آئینہ عباس

جن کے بارے میں پوچھ کر ایک ممتاز ہی شخصیت نے یہ طوطی نکلا

ہے کہ

”قیاس :- جن کیسے حضرت امیر المؤمنین نے جناب عقیل سے
نہرایا تھا:

”جہاں عقیل :- ہم ایسے خاندان میں مشاوری کرنا چاہتے ہیں جس سے ایسا
شجاع بیٹا پیدا ہو، جو وقت مصیبت میرے حسین کے کام آئے۔

جناب عقیل نے قبیلہ قحاش کی والدہ جناب ام البنین سے وعدہ کیا۔
جب عقد کے بعد جناب ام البنین حضرت علی کے گھر آئیں، تو آتے ہی جھگڑ
پوکھٹ کر پوس دیا۔

آج کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ تم علم کو کیوں چرتے ہو؟ تم امام باگاہ کی پوکھٹ کو
کیوں چرتے ہو؟

”ہم سے نہ پوچھو۔ جناب ام البنین سے پوچھو۔
امیر المؤمنین کی زوجہ بن کے آئی تھیں۔ زوجہ گھر کی مالک ہوتی ہے (گھر
کی پوکھٹ کو کیوں چرتا)۔“

لوگوں نے بڑھ کر کہا: ام البنین! آپ حضرت علی کی زوجہ کی حیثیت سے
آئی ہیں۔ آپ اس گھر کی مالک ہیں۔ پوکھٹ کیوں چرتی ہیں؟

”کیا۔ میں اس گھر کی مالک نہیں ہے۔ یہ بی بی سہیلہ کی زوجہ تھی۔
جب میں ایسی ہوتی ہے تو بیٹا قحاش سا ہوتا ہے۔“

ادقبل استاذ معظم:

امیر المؤمنین کیسے جناب ام البنین کا انتخاب کیا۔ یہ انتخاب عقیل کا ہوا
(بلکہ درحقیقت) یہ تقدیر تھی کہ جن دو تہاں حسین کیسے محل آد کو۔

۱۰ امدت اہلیت اعلیٰ و ہر تہاں تہاں اسلامی

نہیں تھیل کی تھی۔ ارادہ تھا قسمت کا۔

اسی بی بی کو پہنا۔ جہاں خاندان میں سخت شہامت ہی نہ تھی بلکہ دوسرا
کا پیکر۔ محبت کی تصویر!

اسی بی بی کو۔۔۔ جنہوں نے کسی خود کو سنیں گی، ان نہیں کہا بلکہ ہمیشہ اپنے
آپ کی جنب فاطمہؑ کی کنیت کہتی رہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ:

دینا کے تمام ارا باب ونا' صبح قیامت تک اس نکت والا مصلحت اس خیر تاجاں
اس کو کب دہی اس بیڑان ذفا کو سلام قبولیت ہمیں کہتے ہیں گے' میں نے
براستہ شہامت شہامت و دلیری طرہی و صفائی کی وہ تالیف رقم کی ہے، جو
سیکڑوں برس گنہر جانے کے باوجود مغرور لوہے کی مثال ہے۔

قبر نبی ہاشم اسٹائے نوم' عداد حسینی حضرت ابو الفضل العباسؑ بن ابی المظہر
حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام بن کے بارے میں شاعر نے یہ کہا ہے کہ:

حضرت فاطمہ شہ لافحنی کے شیر ہیں
غیب سے خلق کے دہا یہ کو بلا شیر ہیں
کیدن ہوں ہوگے میں وہ شالوہ قویاب
وہ خدا کے شیر ہیں یہ شیر خدا کے شیر ہیں

اور جیسے کہ صاحب مجالس السبلین نے لکھا ہے کہ:

نبی ہاشم میں ہر جوان اپنی مثال آپ تھا، کوئی تورخ نہیں کہہ سکتا
موت و غم کے کسی مقام پر گھبراہٹ یا پریشانی کا اظہار کیا ہو یا (شہزادہ قاسم)

یہ شیریں خیمہ جناب علی اکبرؑ ثابت قدم ہوا ہے۔

بلکہ جو کجا اپنے تئوں پر چیل کر میدان میں ہاسکا تھا اس لئے دشمن نے
لوہ منوہا پیا۔

تاریخ کو بلا میں آغا و جنگ سے انتہام جنگ تک کوئی ہی میدان نے گاہے
دشمن نے آسانی سے شہید کر دیا ہو۔

تلازم دشمن کا خدا ان تین روز کے پاسوں میں سے کسی کے سامنے آکر
اس سے مدد و رلائے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

میں سے ہر ماٹور تک بیڑی کی انوار نے فاطمہؑ کو اور انصاف حسینؑ کو چیلے تئوں
دشمنی کیا بھر چھپ کر کسی کے بلا لقمہ کئے کسی کے چیلانی پر تیرا، کسی کے سینے میں
نیوڑا، جب یہ سب کے اہریالے افراد دشمن سے تہہ پر کر زمین پر آتے تھے، تب ان
دشمنوں میں، ان کو قتل کرنے کا ہمت ہوتی تھی۔

مگر ان تمام شیران بیشہ شہامت میں ہی جنب فاطمہؑ کا اذلا سب جدا تھا۔
اسے بیان علی، بھر کر کم بھر گھس رہا
سقاے کینہ امرے خیاں عداد

تو اہل عدوت کیلئے شمعِ وفا ہے
شیریں کے دشمن کیلئے توت کی تلوار

اور یہ تلوار وہ ہے جسے سلائے کائنات امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ
نے ضروری طور پر اپنے ہمدرد کے حاصل کیا تھا۔

گو یا حضرت عباسؑ کی دریا میں آشوب، آدمی ایک خاص تھا، اور ایک
شہزادہ کی آئینہ در تھی۔

تمتت بقاء امر المؤمنین

گورنمنٹ مجید میں خاتون دو جہاں نے اپنے تعلقہ فیصلہ کو اس متنازعہ لڑکی
ہے جو ایک فرزند صالح کے بارے میں سن کے دل میں پروں چڑھ رہی تھی۔

غسل خلاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں لڑنے والی وقت ہے کہ اپنے
اپنے پردہ نگار سے یہ درخواست کی کہ

ترجیبہ حنیٰ فی منیٰ اللہا الجبین

(پردہ نگار! مجھے نیک (اور صالح) فرزند عطا فرما)

(سورہ مہلکہ مائت آیت)

کتی محمد نبیر ہے :

• صالح اور نیک سرزند۔

• اعتقاد ادا ایمان کے لالہ سے صالح۔

• گفت و گو کے لالہ سے صالح۔

• سیرت و کردار میں صالح۔

• اخلاق و مروت میں صالح۔

• بندگان خدا کے ساتھ مشن و سلوک میں صالح۔

• باپ کے مشن کی تکمیل میں صالح۔

• انفرادی و اجتماعی زندگی میں صالح۔

• کلمہ خیر کی نمود میں صالح۔

اس لئے بعض معاصر ماہرین علم نے آپ کے وجودِ مہلک کو ایک خاص قسمی
وجود کی تیسرے یاد کیا ہے۔ اور جیسا کہ تطیب عالم اسلام حضرت علامہ
طالب مجاہد صاحب نے لرایا کہ انہوں نے اپنی شدید عیال کے نگران
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تولد کیا اور شہلائی اور ان کے ایک کلمہ میں ان کی بقاء
میں پیش کرنے کیلئے قریہ فرمائیں گے۔



مالک کا اصل ہے کہ اس نے اس سال ہم لوگوں کو ان کا چہارہ صفت عطا فرمائی
کی سعادت عطا فرمائی اور ہی ثابت کی کہ یہ نگران کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔



ہی نوع انسان کو راہِ راست پر گامزن کرنے میں صلاح۔

یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ:

ایک جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے بڑے میں دھما مانگتے ہیں تو پروردگار عالم سے درخواست کرتے ہیں کہ صالحین میں سے ہوں۔

جیسا کہ قرآن مجید نے ان کو مقرر کیا ہے:

سَبِّحْ تَبَّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ

پروردگار! مجھے حمد و شکر فرما اور مجھے صالحین سے

ملحق کر دے

اور ہاں! اللہ عزوجل

جبکہ سورہ مہلکہ صافات کی مذکورہ آیت میں یہ درخواست کرتے ہیں

نظر آتے ہیں کہ:

ہمیں اور اوصیاء رحمت فرما۔

کیونکہ صحاح میں ایک جامع مضمون ہے جس میں ایک کامل انسان کی صفات

مستحق ہوتی ہیں۔

پروردگار عالم نے جناب ابراہیم کی دعا قبول کرتے ہوئے اعلان فرمایا:

قَبُولُ نَبِيِّكَ اِبْرَاهِيمَ

(ہم نے ان کو ایک بڑے بڑے شخص کی پشت پر رکھی)

(سورہ صافات آیت ۱۰)

لفظ "عظیم" کی تفسیر میں دلیلِ فکر و دانش نے لکھا ہے کہ:

اس سے مراد ایسا شخص ہے جو توانائی ہوتے ہوئے بھی کسی کام میں اس کے وقت سے پہلے جلدی نہیں کرتا اور کھڑی کھڑے میں جلد بازی سے کام نہیں لیتا جو ایک عظیم روح کا مالک ہو تب ہی اسے اپنے جذبات و اسرار پر کنٹرول رکنا ہے۔

تفسیر خزائن

اور جناب راجب امین نے اپنی مشہور تالیف "مفردات القرآن" میں۔ بچے قرآنی الفاظ کی تشریح کے سلسلے میں دو ثبات و اعتدال کا ذکر کیا ہے اس لفظ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ:

• علم کے معنی ہیں:

نفس و طبیعت پر ایسا کنٹرول رکھنا کہ غیبا و غیب کے موقع پر بے خبر نہ آئے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ:

• اسلام ہے عقلیں مراد ہیں۔

اصل میں "علم" کے معنی برتنت کے ہیں، مگر چونکہ برتنت ہی عقل کی وجہ سے

پیدا ہوتی ہے اس لئے علم کا مطلب عقل حاصل کرنا ہے۔

• عقل و عقل۔ عقل نے اسے بڑا بنا دیا۔

• احللت اللہ اتات عورت نے علم دے دیا ہے جتنا۔

خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ارشادِ قدوس ہے:

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَأَوَّلَ حَبِيْلٍ

(پیشک ابراہیم بڑے عقل والے انزم دل اور خداوند عالم کی طرف)

ارجح کرنے والے تھے۔

لہذا جناب اسماعیل کے لئے ارشادِ قدوس ہوا کہ:

قَبُولُ نَبِيِّكَ اِبْرَاهِيْمَ۔ ہم نے ان کو ایک بڑے بڑے شخص کی پشت پر رکھی)

بچے مسمیٰ حسین کر:

اس روکے میں ثوبت برداشت تھی۔

لاحظہ فرمائیں، مغزوات القرآن ص ۱۰۵

یہ بہت بھی قابل توجہ ہے کہ:

لفظ - علم - قرآن مجید میں چند مرتبہ آیا ہے اور یہ لفظ زیادہ تر خداوند عالم کی صفت کے طور پر آیا ہے سوائے دو مواقع کے، جہاں یہ حضرت ابراہیم اعدان کے فرزند کی صفت کے طور پر آیا ہے۔

اور ایک موقع پر وہ عروں کی زبان سے حضرت شیب کی صفت میں بیان ہوا ہے

دیکھئے تفسیر سورہ

حس طرح خداوند عالم نے حضرت ابراہیم کی اس تمنا کا ذکر کیا ہے جو فرزند کے بارے میں تن کے دل میں تھی اسی طرح حضرت زکریا کی اس کارزدگامی ذکر کیا ہوا ہے اور لے لے اٹکا مسمود میں اطاد کے سلسلہ میں پیش کی گئی اور اس وقت ہے:

فَخَلَقْنَا مِنْ حَبْلٍ مَّعْجُونٍ نَّهْنَحْنَا، اِنْفَادِي مَرْثِيْنِدَا اِنْخِيْنَا .
قَالَ، سَيِّبِ اِنِّي مَرْثِيْنُ الْعَظْمِ مَوْثِيْ وَاشْتَقِلُّ الْاَلْسُ شِيْبَا، وَكُنْ مَكْنُ بِنَعَارِ اَلْفِ
نَحْبِ شَقِيْنَا - وَابِي خَصْبُ الْمَرْثِيْ مِنْ ذُرِّيِّ وَكَانَتْ اَخْرَاقِي عَاقِرًا فَهَدَيْتِ
لِي مِنْ مَلَكٍ نَكَّوْلِيْنَا، يَرْثِيْ مَوْثِيْ مِنْ اَلْ يَنْقُورِيْ، وَاجْعَلْهُ مَرْثِيْ مَرْثِيْنَا .

ذکر ہے آپ کے پسندگد کی رحمت کا اپنے بندے زکریا پر
جبکہ انہوں نے اپنے پسر و گد سے بچے بچے دیا۔

جب بڑھا پلے سے سر (میں سفیدی) بجزگ اٹھی تھی۔

اے بچہ! میں تمہیں بھی بھیجے گا، تم سے دعا کرو کہ بے نصیب نہیں رہا۔

بلائے... اپنے (مرنے کے) بعد اپنے قرابت والوں کی طرف سے

تذکرہ میں بھی باجائز ہے۔

اب رہی بچے اپنی طرف سے ایک وارث حاضرا۔

جو میل بھی وارث ہو، اور ایضاً کی اولاد کا بھی ترکہ پائے۔

اور اے پائے والے، آئے پسندیدہ قرار دیتا۔

(۳) وہ مریم کی آیت (۱۱۱)

بچے پشیکے - خلق طور پر - دعا کرنے کی دہریہ کہتی ہے کہ:

(۱) - شہ داد و بد عالم کو، دعا کی طریقہ زیادہ پسند ہے، کیونکہ اس میں تفسیر اور

اہمیت اور شوق و حضور زیادہ ہوتا ہے۔

(۲) - دوسری دہریہ بھی کہتی ہے کہ: چونکہ حضرت زکریا اس وقت بہت

زیادہ بڑھے ہو چکے تھے اب اگر وہ سب کے سامنے آشکارا طور پر مانگتے تو سننے والوں

میں نادان لوگ اس قسم کی طعنے زنی کر سکتے تھے کہ:

دیکھو یہ شخص کسی خلاف فعل بات کہہ رہا ہے اس بڑھا پلے میں خداوند عالم

سے اولاد کی دعا کر رہا ہے جبکہ اولاد کے سلسلے ظاہری اسکا ملت ختم ہو چکے ہیں۔

(تفسیری حواشی...)

اور خداوند عالم نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ بَنِي آدَمَ ابْتِغِزُوا لِنَفْسِكُمْ فِي الدُّنْيَا لَكُمْ فِي الدُّنْيَا ثَمَارَاتُهَا...

اسے ذکر کیا ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جن کا نام

یحییٰ ہوگا۔

سورہ مریم آیت ۱۸

کس قدر کوشش اور عہد بات ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے کسی بابت کی تمنا کرے اور اللہوند عالم کی طرف سے بلاخیر جواب دیا جائے کہ:

ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی۔

اور بشارت دے دی جائے کہ عا کا یہ تجربہ بہت جلد سامنے آنے والا ہے۔

تم نے فرزند کی دعا بابت کی تھی۔ اس کے جواب میں ہم نے تمہیں ایک فرزند کی خوشخبری سنائی۔

جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

تعدادہ اور کلبی وغیرہ (دیگر منسٹرین) نے صلوات کی ہے کہ:

حضرت یحییٰ سے قبل کسی شخص کا بھی نام یحییٰ نہیں رکھا گیا تھا۔

اور اس طرح یہ آیت اس بابت کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہے کہ:

نادر نام رکھنے سے شخصیت کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

(تفسیر نظری جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

سورہ مبارکہ الصافات — اور

سورہ مبارکہ بریم — کی جن آیات کا ذکر کیا، ان کے مطالعہ سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو رہی ہے کہ:

خدا کے بلند مرتبہ پیغمبروں نے اولاد کی تمنا کی ہے۔

جناب زکریا بہت بلند مرتبہ نبی ہیں اور انبیائے نبی اسرائیل میں وہ دینی دنیا کا سرکاری کے ملک انسان تھے، جنہوں نے اولاد کی تمنا کی۔

خلیل خدا، حضرت ابراہیم علیہ السلام تو تمام انبیائے کرام میں بہت بلند مرتبہ ہوتے ہیں، فرماؤ انہیں اللہ کے دوست اور الواعزم وغیرہ اور ابو الانبیاء کے نام سے پوجائے جاتے ہیں۔ انہوں نے بھی فرزند کی تمنا کی۔



مولائے کائنات امیر المؤمنین حضرت علی بن ابیطالب کے طہ میں بھی مسند حسین علیہ السلام کے بعد ایک ایسا فرزند کی تمنا کی تھی۔

ایک ایسا فرزند، جو شجاعت و بہادری، جرات و استقامت اور اور فاشاکی میں بے مثل ہو۔

چنانچہ کتب نے اپنے بھائی جناب حسین سے جو جو بکے حالات اور واقعات

اور قبائل کے حسب نسب سے خوب واقف تھے، فرمایا:

آپ میرے لئے کسی ایسے فائدہ کی لڑکی تلاش کیجئے جس کے دادیاں اور تابناں، نسل قبیلے کے افراد شجاع اور بہادر ہیں، جس سے میں عطا دی کروں تو پھر وہ گارڈم مجھے حسب بہادر فرزند عطا فرمائے۔

ہمارے بلند مرتبہ والدین، ملازمہ مانتائی نے تحریر فرمایا ہے کہ:

جناب امیر نے جناب حسین سے فرمایا:

اَنْتَ اِنِّى اَمْرٌ اَوْ قَدْ وُلِدْتَ تَمَّ اَمْرُكَ مِنْ اَلْغُرَبِ اِلَّا تَزُوْجًا
قَبْلَكَ لِيْ خَلْعًا فَاَرْضًا يَكُوْنُ غَوْثًا لِرُوْدِي الْيَتِيْمِيْنَ فِيْ حَضْرَتِكَ

آپ کسی مایس خاتون کو تلاش کیجئے جو عجب کے بہادروں کی نسل سے ہو جس سے
میں شادی کروں تو ایک بہادر و شہسوار فرزند پیدا ہو، جو کہ بلا میں میرے بیٹے حسین
کا مددگار بنے،

ملا کیلئے ملائے فرمایئے،

• متبع القتل، طائر ماسکانی، بلب القبان، ص ۱۰۰

• اسرار الشہادہ، حلا مرد در ہند، ص ۱۰۰

• شہدائے شالیہ، لیلی نواس

• عمدۃ الخطیب، ص ۱۰۰ - القدر اس کے ص ۱۰۰

• تاریخ خواتین، ج ۱، ص ۱۰۰ (ذکر العیاش)



اس روایت سے جہاں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جناب امیر نے خاتون بنت سحر
کا نام نہ اسلام ائذ طہا کے دیا سے جانے کے تقریباً ۱۲۰۱۲ سال بعد جناب امین
سے شادی کا جو ارادہ کیا وہ اس لئے کہ آپ کو بہادر نسر زمرے۔

ن کے ساتھ یہ بات بھی سامنے آتی کہ:
آپ کو ایک بہادر فرزند کی تمنا اس لئے تھی کہ:

سنہ ۶۶۱ ہجری میں آپ کو حضرت امام حسین علیہ السلام دین خدا کی مخالفت، اور
شریعت مصطفیٰ کی پاسداری کیلئے مدینہ منورہ کو ترک کرنے کے بعد جب کوہ کا سفر
اختیار کریں، تو ایک بھری دہلاؤ، بلخا اور شہسوار شہان و خفتن شہریشہ شہامت
تو بہت باندہ آپ کے ساتھ ہو، جو ہم قدم پر نصرت میں کافر نے لگا کر دیا۔

لہذا یہ فرما اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ:

نفاست پیغمبر کے بعد ہی، خاندان رسالت نے اس عظیم مشن قرآنی کی تیاری
شروع کر دی تھی جو دین خدا کی خاطر سلسلہ ۶۶۱ ہجری میں کوہ کا سرزمین پر آپس کی جانے

دلی تھی۔

قلم کے طرفان میں حرم ہنر کی نونہی
حکریلا کر طے سے کردار کا بحر آدھی

(ساتر گھنٹی)

اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

آتی ہے کہ بلا سے یہ آواز آج بھی
جس اتنی کا امتداد صرف سرواڑا ہی ہے



ایک سوال و اس کا جواب

مورخین نے عام طور پر یہ روایت نقل کی ہے کہ:

”حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے جناب عقیل سے کہا

تھا کہ:

”میرے لئے کس ایسے خاندان کی لڑکی کا انتخاب کیجئے، جس سے بہاداد
جسری بچ پیدا ہو۔“

(امداد الطالب، سلسلہ)



جناب عقیل ان لوگوں میں تھے جن کا نقطہ نظر سلسلہ نسب کے سلسلہ میں نہایت
مستور و مشہور آکر رکھا جاتا تھا۔

ان کا طلقہ سزاگرد بن مہدیہ میں، مسیور بنوی کے اخذ میں مسیور بن مہدیہ پڑھتے ہیں
کانی دیر تک بیٹھے رہتے اور لوگ آپ سے فلسفہ، تاریخ، اہل ہرب کے
حالت سے متعلق، مختلف سوالات کرتے اور آپ ان کا جواب دیتے تھے۔

(ملاحظہ فرمائیے،)

ہجراتِ نبویہ صفحہ ۲۶۱، ص ۱



اسی لئے شادی کے موقع پر، لڑکی کے انتخاب اور بچوں کی پرورش کرنے

نوبی خواتین کے لئے لوگ جناب عقیل کی طرف رجوع کرتے تھے، تاکہ اچھے سے
اچھے خاندان کا بچہ پل سکے۔

پھر یہ کہ آپ کو خاندانی قوت و توقیر اور سبیر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے قربت کا
شرف بھی حاصل تھا اور جبکہ قبیلوں میں نموش الموار و خوش کردار غلامان اور خاندانی
صفات و کردار سے ملامت گھرانوں کی بھی پہچان تھی۔



لہذا وہابی زندگی کے متعلق، دین اسلام سے جو بہدایت، بلندگی ہیں اللہ تعالیٰ آداب
کی طرف ہماری منت اندیشی کی ہے ان میں یہ بھی ہے کہ:
”شادی کرتے وقت ایسے خاندان کی صحبت کا انتخاب کرنا کیڑیوں کے ملائش
الموار کی طرح ماسوں کے صفات بھی بچے میں منتقل ہوتے ہیں۔“

(ملاحظہ فرمائیے، صفحہ ۱۰۱، کتابت)



لیکن ان تمام باتوں کے باوجود یہاں بھی لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال آسکتا
ہے کہ:

”حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جناب عقیل سے مشورہ کیوں کیا؟“

آپ امامِ وقت تھے گویہ دنیا داروں نے آپ کی مندرجہ حکومت و قبضہ کر لیا تھا لیکن
انہی لوگوں کے بعد اہل ایمان کیسے باہمی برحق ۱۸۱۰ پیشوا اور رہنما آپ ہی تھے اور حضور اکرم
کے بعد علم و فضل، شرف و کمال اور دیگر صفاتِ حسنیہ کوئی آپ سے ہمسر ہی نہیں ہو سکتا تھا
اور اگر آپ کا ایک ایسے فرزند کی تنہائی، جو شجاعت و جوانمندی میں بے مثال
ہو، لیکن اس کے لئے آپ نے جناب عقیل سے ایک بہادر خاندان میں رشتہ کی بات
کیوں فرمائی، براہِ راست خود اقدام کیوں نہ فرمایا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ مولائے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ دیگر
 علوم کی طرح انساب عرب کے سلسلے میں بھی درج کمال پر فائز تھے
 اور ہر اہم عقیدہ ہے کہ:

حضرت امیر طاہرین علیہم السلام اس عالم ہستی کے ہر اچھے بڑے اور برحق کے
 مولد و خاں سے باخبر ہیں۔

اس فقرہ غالب میں اس کے دلائل پیش کرنے کا موقع نہیں۔ کیونکہ یہ بات تمام
 مابین اہل نبوی و شیخ اہم آشکار ہے کہ:

حضرت امیر المؤمنین کے علم کا دنیا میں کسی فسان کے علم سے دستکش ہو سکتا ہے
 اور کسی دوسرے عالم علیہ السلام سے مولد نہ!

جسٹا کہ بجز کون ہے کہ
 میں کو جو بی بیوں کے زرد مادہ کی شناخت ہے، اس کا جو بکے شہان و بہادر قبیلے
 کا مسلم ہے۔

جناب ابو ذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ:

میں امیر المؤمنین علیہ السلام سے ہوا ایک بیان سے گذرا۔ وہاں بے شمار صحابہ
 تھے۔ ان میں دیکھ کر میں نے کہا:

پگ و پاکیزہ ہے وہ ذات، دگر و کلمہ جو ان کی خدا سے باخبر ہے۔

یہ سن کر حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا:

یہ سن کر جو بگو کہ پگ و پاکیزہ ہے، ان کو پیدا کرنے والا۔ کیونکہ (اسی)
 تعداد کو میں بھی جانتا ہوں اور یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ ان میں نہ رکھتے ہیں اور وہ کتنی ہیں!

ملاحظہ فرمائیے امر بنیہ العبادہ ص ۱۱۱

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے علم کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے:
 آپ نے فرمایا:

پہلے شیعہ حضرت آدمؑ سے پہلے ایک مخصوص طینت و سرشت سے
 پیدا کئے گئے، اس قدر لوہیں اضافہ ہوگا اور نہ کسی۔

میں جب ان کو دیکھتا ہوں تو ان کی ہر فرد کو پہچان لیتا ہوں، دست و نشان
 کو جانتا ہوں، خاندان اور قبیلے، پہلے سے پہچان لگے ہوئے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے:

انفصاح شیخ مفید اور عبارت اللغات

ان روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ:

آپ کو نسب کی شناخت کے لئے صاحب عقل کی نشاندہی کی ضرورت تھی
 البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ معرفت کی گتنگو لذت زہ کی بات حیت کے عنوان سے ہی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر طاہرین علیہم السلام کے تمام کاموں میں عقلیتیں
 اور حکمتیں ہوتی ہیں جن میں سے کہ کو کم اور کم کر لیتے ہیں اور کہ کہہ سکتے ہیں
 ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی ایسے ہونے
 موجود ہیں۔ قرآن مجید میں خالق و دو جہاں کا ارشاد لگا ہے،
 و شاور ہم فی الامور۔ (کاموں میں ان سے مشورہ کر لیا کریں۔)

بیکہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن کاغیش پہلی دلاوہہ ثانی سے براہ راست
 رابطہ تھا اور آپ کو کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔
 مگر اس کے باوجود آپ چاہنے والوں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔
 چنانچہ جنگ بدر کے سبب کے سلسلے میں مومنین نے کہا ہے کہ،
 آنحضرت کو یہ خبر ملی کہ قریش، شکر اسلام پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔ تو آپ
 نے اہل ہزم کے سامنے یہ بات کہی کہ،
 "تم لوگوں کی کیا رائے ہے آیا ابوعبیدان کا تعاقب کوئی یا ایک قریش کی سرکوبی
 کے لئے نکل پڑوں؟"

مخبرین میں سے دو کو میں نے کہا کہ:

"بہتر ہے قریش سے داخلیں، کیونکہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں!
 مگر آنحضرت کو ان لوگوں کا مشورہ پسند نہیں آیا، ہر سے پرہیز و تم کے آنکارہ کو دلہا ہونے
 تو جنگ خندقہ میں اسود کھڑے ہوئے اور آنحضرت کی خدمت میں گزارش کی،
 اللہ کے رسول۔ آپ کو خندقہ پر حاکم کی طرف سے جس بات کا حکم ملا ہوا ہے بلائی
 ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔"

ہم لوگوں کا وہ اندازہ نہیں ہو گا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا تھا کہ
 بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہہ دیا تھا کہ،
 "آپ! اور آپ کا خدا! جا میں اور دشمنوں سے جنگ کریں، ہم لوگ تو ہمیں
 بیٹھے رہیں گے۔"

اسے اللہ کے رسول۔

ہم موسیٰ کے ساتھیوں جیسے نہیں ہیں۔ بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ،
 آپ خدا کی مدد و نصرت کے ساتھ جنگ کے لئے تشریف لے چلیں ہم بھی

آپ کے ہر کلمہ میں، اور جب تک دم میں دم ہے، کبھی مینہ کبھی میسرہ اور کبھی
 قلب لشکر میں پہنچ کر آپ کی نصیحت کا حق ادا کرتے رہیں گے۔
 خدایا نہ کہ وہ لوگ کی قسم، جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، اگر آپ جنت کے
 شہزادہ تک انعام، جیسے دودھ لڑ ملا تہ میں، دشمنوں سے جنگ کیلئے تشریف
 لے گئے، تب بھی ہم حاضر ہیں۔

حضرت رسول خدا نے جب جنگ خندقہ کی ایسی پیش اور غلوں دو فائز ہوئی
 ہوئی تشریف لے کر آئے اور آپ کے چہرہ آفتاب پر مسرت کے آثار نمودار ہوئے۔
 طلعہ فرمایا،

طبری جلد ۱۲ صفحہ ۸۲

اس طرح جب احزاب اور دوسری جنگوں کے مواقع پر آپ نے اپنے اہل ہزم
 سے مشورہ کئے ہیں جن میں سے بعض مشوروں کو آپ نے قبول فرمایا اور بعض کو رد بھی
 فرمایا ہے۔

ان موارد کا تفصیلی جائزہ لینے سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ،
 آنحضرت گویا لوگوں کو مشورہ کرنے کا حادی بنا رہے تھے، تاکہ انہیں اس کی
 طوٹ پڑ جائے اور ان کا کوئی بھی کام جلد بازی کی تندہ نہ ہونے پائے۔

مذہباتِ امہ طہریں علیہم السلام کا شیوہ زندگی بھی ہی تھا۔ چنانچہ امام ہشتم شہر
 امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

میرے والد ماجد اگرچہ مصوم تھے، اور علم لدنی دکتے تھے، لیکن اسکا وجود اپنے
 باعزت و غیرہ کے متعلق مشوروں میں اپنے قدرتِ مطلقہ کو بھی شریک کرتے تھے۔

کسی نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا کہ،
فدیت گلوں کے مشورے کی بھی سچا ہوتے ہیں۔

ان واقعات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ عقلی و مادی امور کو فطری انداز سے
اجسام اپنا پاپیتے۔

حضرت امیر المؤمنین علیؑ نے اپنے اجازتی
استیارات کو استعمال کریں۔

لیکن ان حضرات نے، دین دنیاء کے آکا مولانا ہونے کے باوجود ایسا اقدام نہیں
فرمایا بلکہ ایک عریز لایا کہ زندگی گزارے اور اپنے طرز عمل سے اپنے ملت و مجلس و قوم
کے خیالات اور آراء کی توقعات کی اصلاح فرمائی۔

حضرت امیر المؤمنین علیؑ نے اپنا بیانیہ اسلام نے بھی ممکن ہے کہ جذبہ کے انتخاب
میں اسی مددگار کا پاپا ہو۔

بلکہ ان پر سنا ہے وہیں کو یہ درس ملے کہ،

شادی نفسانی زندگی کے اہم مسائل میں سے ہے۔ جس کے ہر پہلو کا جائزہ لینا
نہایت ضروری ہے، اور جلد بازی میں کوئی قدم اٹھانے کے بجائے، عاقلانہ اور
کے مشورے سے ہی کوئی اقدام کرنا چاہیے۔

اور آخری بات یہ ہے کہ،

حضرت امیر المؤمنین نے اپنے بھائی میں سے جو گفتگو کی ہے، اسے مشورہ کیوں
کہا جاتے یہ تو وہ بہانوں کی ایک غامضی سلسلے میں، باہمی گفتگو ہے۔

مولا، چونکہ اسیالی نسب، شجاع و بہادر قبیلہ کی کسی ایسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا
تھے جس کے ذہنی سے کپ کو ایک برکت مند پہلو اور ایسا لجام فہم و فطرت کے
فون کے اندر شجاعت و دلیری رہتی ہی ہوتی۔

اس لئے، جس طرح ہمارے یہاں کوئی شخص جو شادی کا خواہش مند ہو، براہ راست
بات کرنے کے بجائے، اہل خاندان میں سے ذمہ دار اشخاص کو یہ فرضیہ سونپ دینا ہے
کہ وہ ظاہر خاندان میں اس کے رشتے کی بات کریں۔

اسی طرح یہ ممکن ہے کہ مولا نے جلیب تیل کو جو اسباب حرب سے بہت زیادہ قیمت
رکتے تھے، یہ ذمہ داری سونپی ہو کہ،

ایک پہلو اور شیروں گھرانے کی خاتون سے آپ کی شادی کا پیغام لے کر
بہائیں۔

دعا خدا فرمائیے:

صحیفہ دوسا: لا عبد الا للہ انتم



جناب اُمّ البنین کے والد کے جناب عقیل کی گفتگو

گذشتہ صفحات پر ہمہ ذکر کر چکے ہیں کہ
مولائے کائنات حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے اپنے بہنو
متر جناب عقیل سے فرمایا تھا کہ
میرے لئے کسی ایسے خاندان کی خدمت کا انتخاب کیجئے جس سے جہارت منقاد
بہنو رہتے پیدا ہو۔
اور جناب امّ البنین کا ظہور نبوت حرام کلابیہ کا خاندان اس لحاظ سے پوری دنیا عرب
میں ایک منگول خاندان کی حیثیت رکھتا تھا۔
صیغہ وفا کے مشتب کے مطابق:
جناب امّ البنین کا دادیہالی سلسلہ اس طرح ہے:
فاطمہ بنت حزام بن خالد بن صعیہ بن وحید بن حکم
بن حامر بن کلاب بن صعیہ بن عامر بن صعصعہ۔
اور دادیہالی سلسلہ اس طرح ہے:
فاطمہ بنت ثمامہ دختر عقیل بن مالک بن جعفر بن کلاب۔
ابوالفرح استہانی نے مقال الطابین میں لکھا ہے کہ:
حضرت عباس کے نانیہالی خاندان طسے بھی اپنے اپنے زمانہ کے نبیل

اور بہنو مشہور تھے۔

موجودین نے ظہور اسلام سے پہلے ہی اس گرانے کے افراد کا بہنو اور دادی
کے ساتھ ذکر کیا ہے
یہ وہ خاندان ہے جس کی سیادت و شجاعت کے سامنے اس وقت کے
بادشاہوں کی گردنیں خم تھیں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جناب عقیل نے حضرت
امیر المؤمنین سے کہا تھا کہ:

• عربوں میں امّ البنین کے بہنو سے زیادہ شہماح اور بہنو کوئی گھرو نہیں ہے۔
اور ان کے خاندانی سلسلہ میں ایسے ہی بہنو ہیں جنہیں ان کی شہامت اور
بہنو کی وجہ سے "ملاہب الاصلہ" کا لقب ملا تھا جس کے معنی ہیں "نیروں سے
کھینٹے والے"۔
چنانچہ جناب امیر نے اس خاندان میں رشتہ لے کر کہنے کی جناب عقیل کو اجازت
مہوت فرمائی۔



حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اجازت کے بغیر جناب امّ البنین
کے والد جناب حزام کے پاس پہنچے تو آپ کو مدد کلاس میں جسدی تھی۔
اولے ملازم کے لہجہ جناب عقیل نے سلسلہ بہنوئی مشہور کی۔
جناب حزام نے پوچھا:
میری لبت بگڑ کے لئے کس کا رشتہ لے کر آئے ہو؟
جناب عقیل نے کہا۔

عمود شہید سپہر امامت، شہید سویر حکومت، واقف
معارج لاہوت، عارف مدارج ناسوت، فاضل نامہ میں ہدایت

اور ایک اور مقام پر فرمایا،
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَنْظُرُوا إِلَىٰ مُسْوِرَاتِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَا يَنْظُرُوا إِلَىٰ مَا كُتِبَ لَهُمْ
 وَانْفُكُوا بِكُمْ۔

بیشک خداوند عالم تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کی طرف نہیں دیکھے گا
 بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے)

لاحظہ فرمائیے: صحیح مسلم ابن ابی حنیبلہ،
 اور یہ تعلیمات صرف افاضہ کی حد تک ہی محدود نہیں تھیں۔

بلکہ اسلام نے ان کے مطابق اہل ایمان کی ایک مانگیر وادی، مآقا نام کر کے
 دکھائی (جس میں ظالم سے آنے والے شاہسایانِ ظلمت جوشہ سے آنے والے
 جناب بلالؓ، وجہ سے تعلق رکھنے والے جملہ اوزار۔ اور دوسرے قبیلوں سے تعلق
 رکھنے والے جناب تماریا مئر اور جناب مقداد۔ سب آپس میں تہمتی جہانوں کے مانند
 ٹکرائے۔

اور قرآنی آیات پر نظر رکھنے والے بخوبی واقف ہیں کہ:

خداوند عالم نے تقویٰ کو عظیم ترین امتیاز قرار دیا ہے اور اسی کو انسانوں کی قدرت
 کے نپنے کا سبب قرار دیا ہے۔

ایک آیت میں تقویٰ کو پرہیزگاری کو بہترین روشہ راہ قرار دیا ہے۔

وَمَا خَرَأَ إِذْ لَا تَعْلَمُونَ
 وَتَسْتَوْدُونَ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

اور روشہ راہ اختیار کرو، بیشک پرہیزگاری سب سے بہتر روشہ راہ ہے)

(سورہ البقرہ آیت ۱۷۷)

۱۷۷

ایک جگہ تمام پر تقویٰ کو بہترین لباس قرار دیا ہے۔

أَشَدُّ قَدَمَاتٍ

فَلْيَأْسُ الْتَقْوَىٰ وَزِينَةً حَسَنَةً

(اور تقویٰ کا لباس وہ (سب سے) بہتر ہے)

(سورہ الاحزاب آیت ۳۱)

نیکی اور تقویٰ کو ایک دوسرے کا قرن قرار دیا گیا۔

لَا شَرَّ لِقَدَمَاتٍ

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ

فَلْيَأْسُ الْتَقْوَىٰ وَزِينَةً حَسَنَةً

اور حل و فصلات کو تقویٰ سے سب سے نزدیک قرار دیا گیا۔ (سورہ المؤمن آیت ۲۷)

أَشَدُّ قَدَمَاتٍ

فَلْيَأْسُ الْتَقْوَىٰ وَزِينَةً حَسَنَةً

حل و فصلات کرو، وہ تقویٰ سے سب سے زیادہ نزدیک ہے)

(المائدہ ۸۱)

یہاں تک کہ پروردگار عالم نے خود اپنی توصیف کرتے ہوئے خود کو اہل تقویٰ
 قرار دیا۔

أَشَدُّ قَدَمَاتٍ

فَلْيَأْسُ الْتَقْوَىٰ وَزِينَةً حَسَنَةً

وہ اہل تقویٰ اور صاحبِ مغفرت ہے)

(سورہ المائدہ آیت ۸۱)

اور قرآن مجید ہرگز حل کو جس نے روحِ اخلاص و ایمان۔ یعنی نیک اور پاکیزہ

نیت سے ہر شہرہ حاصل کیا ہو، تقویٰ کی بسیار پر مشتمل ہے
ملاحظہ فرمائیے

تفسیر نور جلد ۲ صفحہ ۱۸۱



اسی کے ساتھ اس حقیقت سے بھی کوئی صاحب نظر نگاہ نہیں کر سکتا کہ پُرگام
عالم نے اپنے پیروں کو ہمیشہ ملی نسب خاندانوں میں رکھا۔ صحابہ سے نبی اکرم
خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو ملکہ درجہاں نے
پہری کائنات میں سب سے متراکلو دیا۔

اگر قرآن مجید کی ایک آیت سے تو اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ
خدا اکرم سے سلسلہ نسب کے تمام بزرگان نہ صرف طیب ظاہر ملی نسب لہذا
تھے بلکہ وہ سب جو گنڈائی تھے۔

جیسا کہ ارشادِ قدس ہے:

وَقَلْبًا فِي سَائِبِينَ

لہذا سب بزرگوں میں آپ کی گردش کو۔

سیدہ بلکہ اشرفیہ

جس کے ذیل میں علی بن ابیہاشم سے منقول ہے کہ:

اس سے مراد اصحابِ انبیاء زینبوں کا شجرہ نسب ہے

بیکو شیخ صدوق طبرستان نے جناب جابر کے سوال کے ایک تفصیل وادیت نقل

کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

جناب جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضرت رسول خدا سے دریافت کیا۔

أَيُّ حَسَبٍ وَأَوْمٍ فِي الْحَبَشَةِ

اے خدا کے رسول۔ جب حضرت آدم بہشت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟
قال:

كُنْتُ فِي صَلِيمٍ، وَجِئْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَأَنَا فِي صَلِيمٍ، وَكَرِهْتُ
السَّبِيحَةَ فِي صَلِيمٍ نَزِيمٍ، وَقِيلَتْ لِي فِي السَّبْحِ فِي صَلِيمٍ ابْنِ نَزِيمٍ
فَمَتَّعْتَنِي الْوَرْدَ عَلَى سَفْحِ قَطَا.

فَمَنْ نَزَلَ اللَّهُ يَتَكَلَّمُ فِي الْأَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ ابْنِ مَرْحَمٍ الطَّالِبَةِ
هَادِيًا قَلْبِيهِ عَنِّي أَخَذَ اللَّهُ بِالشَّجَرَةِ حَمْدِي بِإِسْلَامِ مِيثَاقِي
وَدِينِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ مِيثَاقِي، وَرَأَيْتُ فِي الشُّرُوفِ وَالْجِبَالِ ذِكْرِي
وَرَوَيْتُ لِي ابْنِي سَمَاءُ، وَوَشَّقَ بَيْنَ أُمَّهَاتِي أَشْجَارًا ۚ فَتَدَوَّلَتْ شَرِ
نَحْسُودًا وَأَنَا مَحْسُودًا.

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(جب حضرت آدم بہشت میں تھے تو میں ان کے صلب میں تھا۔

جب وہ وہاں سے زمین کی طرف اترنے والے تو میں ان کے صلب
میں تھا۔

جب نوح طیر اسلام کشتی میں سوار ہوئے تو میں ان کے صلب
میں تھا۔

جب یونس سے حوت بزرگوار حشر بہرہ ایم کو آگ میں ڈالیا، تو میں ان کے
صلب میں تھا۔

ہمارے سلسلہ نسب میں جتنے والدین ہیں کوئی بھی غیر شرعی تعلق کا
مربک نہیں ہوا۔

خداوندِ عالم نے ہمیشہ مجھے پاک پاکیزہ صلبوں سے طیب و ظاہر دعووں

اسکی تائید طلب ابن عباس کی اس تفسیر سے بھی ہوتی ہے کہ:

هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ ابْنُ مَعْتَدٍ:

أَخْرَجَكَ مِنْ نَبِيِّ لَيْلَى بِحَقِّ أَخْرَجَكَ نَبِيًّا

(خداوند عالم نے آپ کو ایک نبی سے دوسرے نبی تک منتقل کیا یہاں تک کہ آپ کو دنیا میں بھیجا تو نبی بنا کر بھیجا۔)

(تفسیر نیلان)



اور حضرات ائمہ طاہرین طہیم اسلام سے منتقلی اعلیٰ ہی اس مفہوم کی تائید کرتی ہیں جیسا کہ علامہ طبرسی طہیم فرماتے دکھایا ہے کہ:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا قَالَا:

فِي الْأَعْلَابِ الثَّبَتِينَ: نَبِيِّ لَيْلَى، حَتَّى أَخْرَجَهُ مِنْ حَلِيبِ أَرَبِيَّةٍ

مِنْ تَحْتِ خَيْرِ صَفْحٍ، مِنْ صَلَاتِ آدَمَ.

(حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہے)

کہ آپ (دونوں حضرات) نے فرمایا:

(خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، دنیا کے ملبے پیدا کیا ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف، آپ منتقل ہوئے تھے جہاں تک کہ جناب اخیل کے بعد سلسلہ نبوی سلیمان بن مہزیار اور اسکے قبیلے کے گزرتے ہوئے، اپنے چچا بزرگوار حضرت عبد اللہ تک، تمام حضرات کے شرعی نکاح کے ذریعہ یہ سلسلہ آگے بڑھا۔ آپ کے سلسلہ نسب میں کوئی ایسا نہیں ہے جو شرعی نکاح کے بغیر ہو)

لاحظہ فرمائیے تفسیر معجم



اور جیسا کہ علامہ سید عالم حسینی مکتبہ نے اپنی مشہور کتاب تفسیر لہرمان میں ذیل کے الفاظ میں فرمایا ہے کہ:

حضرت عبد اللہ تک جب یہ لہر پیدا ہوا تو اسے خداوند عالم نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ صلب عبد اللہ میں رکھا جس سے پیغمبر اکرم تشریف لائے اور دوسرا حصہ صلب ابوطالب میں رکھا جس سے حضرت علی علیہ السلام دنیا میں آئے۔

اور جب حضرت علی کی شادی طلب آدم بنین سے ہوئی، تو ظہیر بن ابی سفيان حضرت عباس علیہ السلام کو دنیا میں آئے۔

آپ کے سلسلہ نسب پر نگاہ کرنے والے حضرات اس حقیقت سے اہمی طور پر باخبر ہیں کہ،

قریبی ہاشم حضرت عباس علیہ السلام کو ہی پیدا کیا، عالم کے سلسلہ نسب کے اجلا سے طہیم صلوات علیہما فرماتے ہیں:



آپ کے قابل فخر والدین

فخر بنی کاظم حضرت عباس کے والد ماجد حضرت امیر المؤمنین امام متین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ان کے لئے شاعر نے یہ مہربانہ کہا ہے کہ :

بہ داد نبی جنگ توئی تفرہ مختار
یعنی مختاریات یہ ہے کہ : حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساری دنیا سے بلند بلا اور رفیع و عالی حرمت ہے اس کا نام نامی اسم گرامی، فخر بنی خندق و خیبر، قابلِ حرب و شتر، امیر المؤمنین، قابلِ علی بن ابی طالب، امیر المؤمنین، مسلم بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

ادب آپ کی ملکہ گرامی :

جنابِ عالمہ بہت حرام کلامیہ داتم البنین ہیں۔

جن کے سلسلہ نسب پر اگر متفرقی نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات واضح طور سے نظر آتی ہے کہ آپ کے فائدہ میں صدیوں سے بہادری اور شہسواروں کی روایات چلی آ رہی تھیں۔

ہم اس سلسلہ میں مسلمان الملک کی روایت کا ایک اقتباس جنابِ ام البنین کے بارے میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔
ہو موزن نے نکلا ہے کہ :

جنابِ ام البنین کی والدہ : علیٰ بہت شہید ابن ابی ماریہ بن ماریہ الماسد

وہی سیدان جنگ میں تھیں جو کھیلنے والے تھے۔

جنابِ سنی کی والدہ : شمارہ بہت سہیل بن ماریہ (اپنے زمانہ کے سہاویہ تھیں۔
جنابِ ثمانہ کی والدہ : زہراء بن طغرل۔ جو قرزل کے شہسوار کہے جاتے تھے
اور وہ مالک الاحزام بن جعفر بن کلاب کے بیٹے تھے۔ جو ہوازن کے سوار تھے۔

اور جنابِ حمزہ کی والدہ : کبشہ بنت عمروہ الرمال۔

اور کبشہ کی والدہ : ام القشف۔ جو ہوازن کے شہسوار کی بیٹی تھیں۔

اور ام القشف کی والدہ : فاطمہ بنت جعفر بن کلاب۔

اور جنابِ فاطمہ کی والدہ : مائکہ بنت عبد شمس بن عبد مناف۔

اور مائکہ کی والدہ : وہب بن عمرو بن نفیر کی بیٹی : آمنہ تھیں۔

اور آمنہ کی والدہ : دختر محمد بن عبیدہ الاغر۔

اور ان کی والدہ : دختر مالک بن قیس بن مشیر۔

اسی طرح اگر سلسلہ نسب کی بلانی کر دیں تو دیکھیں تو ہر ایک بیٹے کا ہاں اور سیدان شہامت و بہادری کے شہسوار نظر آئیں گے۔

چنانچہ علامہ کتبوری نے لکھا ہے کہ :

قبلی حکیمۃ الاصل طیبۃ الاولاد

(جنابِ ام البنین شریفہ خاتون سے پاکیزہ والدہ بے داغ شخصیت کی
کی ملکہ تھیں اور ان کا نسب نہایت عمو تھا)

(علامہ کتبوری نے لکھا ہے)

ما تیسو مستک : ذکوا لعیالہا

سماں مفرقین کا بیان ہے کہ : (جنابِ ام البنین) جب آئیں تو گھر کے اندر

دوسل نہیں ہوتیں۔ جب حضرت علیؑ کا والدہ دکھائی دیا تو بیٹوں اور بیٹھنے کے بعد وہ بیٹے فلک کو پڑھا۔

آپؑ، مولانا کے گھر کی دہلیز پر جم ہی تھیں کہ حضرت بنو حسینؑ۔ لکھنؤ آیا
جناب زینبؑ و ام کلثومؑ لکھنؤ لائیں اور گزشتہ کی
اٹاں۔ اٹھ چلے!

فرمایا۔ "میں مہتدی ماں بن نہیں سکتی ہوں، میں تم سب کی کھینچ بن
آئی ہوں، مہتدی خدمت انجام دینے کے لئے۔"

(قرآن لکھنؤ، ص ۱۳۷)



البتہ صاحب ریاض القی نے اسے یوں لکھا ہے کہ:
حضرت عباسؑ کی ملائی صاحبہ آپہنیں، قالمہ کلایہ، مولانا کے کائنات
کی شریک حیات بن کر آپ کے گھر آئیں۔۔۔

تو سب سے پہلے انہوں نے حضرت علیؑ کے دروازے کی چوکت کو چوم کر میں
آئیں اور اس کے بعد دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کہا:
پالنے والے۔ تیری یہ کھینچ تیری اس نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتی تو تونے
اس گھر میں رہنے کی مجھے عزت بخشی جس گھر میں میری شہزادی حضرت فاطمہؑ مسرا
اسلام اللہ ظاہر کرتی تھیں۔

اس کے بعد جناب آپہنیں نے پوچھا:

ہمیں شہزادہ حسنؑ و حسینؑ کہاں ہیں؟
بتایا گیا کہ اس گھر سے میں امام کو بے ہیں۔
یہ سن کر آپ اس گھر سے کی طرف گئیں۔

امام حسنؑ کا پیر پڑھا۔ امام حسینؑ کا پیر پڑھا۔ دونوں شہزادوں کے پیر پڑھا۔
مشہر زادہ۔ میں اگر چہ تنہا ہے باپ کی زور بہن، لیکن میرے شہزادہ، اتنا
یاد رکھتے کہ میں ماں بن کے نہیں آئی، میں مہتدی کھینچ بن کے آئی ہوں۔
غور کیجئے، اس ماجری دا نکھلائی پر۔ کہ:

میں کو پورا زماں باپ کی ہری جو نے کی بتا پڑاں کا لقب دیتا ہے، وہاں تہذیب
سے کچھ نہی ہے کہ
"میں کھینچ بن کر آئی ہوں۔"



بنتی ہاشم کا چاند



حسن و جمال کی پروردگار عالم کی طرف سے ایک انعام ہے جو نبی کے حلال ہوا ہے، جیسے انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کی وہ نعمت ملی تھی جس پر ایک دنیا ان پر فریفتہ ہو گئی تھی۔

اور ذہان مہر نے ان کی خوبصورتی دیکھ کر بے ساختہ کہا تھا کہ:

سَأَخَذُ لَكَ مَا هَذَا بَشَرًا فِئْتِ خَدَايَا لَأَمْلَأَنَّ خِطْيُوكَ

(تو جان اللہ یہ آدمی نہیں ہے، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے)

(سورہ یوسف آیت ۳۱)

ان عورتوں نے، بشریت کی نفی محض اس لئے کی تھی کہ:

انہوں نے حسن و جمال کا ایک ایسا پیکر دیکھا تھا جو انسانی شکل میں کسی ان کی نظیروں سے نہیں گذر سکتا۔

اور انہوں نے، اُسے فرشتہ، اس لئے قرار دیا کہ تمام انسان ہی جتنا ہے کہ ذات و صفت کے لحاظ سے ایسی شکل رکھتے ہیں جو انسانی شکل سے بالاتر ہے؛ (تفسیری حواشی مولانا ماسعودی ص ۱۰۳)



اہمیت کے ذیل میں صاحب تفسیر مہابہ الزمان نے لکھا ہے کہ:

جب ان عورتوں نے حضرت یوسف کو دیکھا تو عظمت و جلال شان پرستی کی ان پر طاری ہوئی اور کمال ان وہیبت مشاہدہ صلی نبوت ازلی کی اور لباس

تاج شان ظاہری سے ان پر وہشت طاری ہوئی کہ میں سے خود فراموشی کی نوبت نہ پئی۔

لوقی بابت یہ تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس قدر خوبصورت تھے کہ:

جب سولہ ہرگز چلتے تو چہرہ کی کدائیت سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔

(تفسیر مہابہ الزمان جلد ۱ صفحہ ۲۱۹-۲۲۰)



لیکن یہ اذنان بنی ہاشم، اپنے حسن و جمال میں بے مثال تھے اور بجز تار و پند تار

تفسیر کے اتوار سے اذکار ہوتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حسن و

جمال میں ایک انتہائی منفرد امتیاز کے حامل تھے، چنانچہ صاحب پنج اصداقین لکھتے ہیں:

صاحب وسط با سنان و خود انہ جابرین عبد اللہ انفصاری نقل می

حضرت کہ:

حقوت رسالت و آیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود:

جبرئیل امین فرمایا کہ میں دو گفت: خدا ہی تو رہا سلاہ صا

سہانہ و صحرید کہ:

ای جیب من! من حسن روی تو را انور عرش مقرر کو ہو

حسن یوسف من ان نور کو میں کسوت دادم۔ و ما خلقت خلقا احسن

بنیاف۔

(صاحب وسط نے اپنے سلسلہ سند سے حضور اکرم کے معروف صحابی

جناب جابر بن عبد اللہ انفصاری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

جبرئیل امین میرے پاس شریف آئے اور فرمایا کہ خداوند عالم

نے آپ کی خدمت میں سلام بھیجا ہے۔ اور یہ اور شرف فرمایا ہے کہ:

اے میرے حبیب! میں نے تپ کے شمن و جال کو اور عرض کے ذریعہ مقرر فرمایا ہے جبکہ حضرت یوسفؑ عرض کے نیچے ہو کر ہی ہے اس کا لباس پہننا تھا لہذا اے مقررین نے تپ سے بہتر کوئی نسلوئی پیدا ہی نہیں کی ہے

تفسیر کبیرہ پنجم ص ۱۸۳ لائقین جلد ۱ صفحہ ۱۸۳

اور صرف صاحب تفسیر کبیرہ ہی مختصر نہیں۔ عالم اسلام کے مشہور تالیف تاریخ و سیرت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضور اکرمؐ سن و سال میں سب سے منقرض و لغز تھے۔ جناب عبدالمطلب بہن کے پیر کی تابانی کی وجہ سے اُن کا لقب

شہیدہ احمد قرار پایا۔

جناب اسلم۔ بس راتے سے گزرتے تھے وہاں کے لوگ اُن کے چہرے کو دیکھتے رہتے تھے۔

جناب عبدالعزیز (عالم عربیہ اکرم) جو شمن و جال ہی حضرت یوسفؑ سے مشابہت کے جانتے تھے۔

اسی طرح جناب ابو طالب اور حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ کے اپنے نانا کے انتہائی خوبصورت افراد تھے۔

حضرت عباسؑ جیسا کہ عالم اسلام کے شمن و جال کا یہ عالم تھا کہ آپ کو قبری نام (دہائی مسلمان کا پلنگ کہا جاتا تھا)۔

جبکہ اس خاندان کے بسے میں دنیا بھر کے توشیح کی کتابوں میں تصریح ہے کہ

تو سزا میں پر حسن و جمال کے اعتبار سے سب سے ممتاز خاندان۔ بنی اشتم

کا ہے۔

گویا دنیا بھر کے خاندانوں کے وہاں ہر نازک ہر نازک کی حیثیت کا کتاب ہے وہ بنی ہاشم۔ ہیں اور اس خاندان میں جس فریقہ۔ اُس کے بے مثال اُن وصال کی وجہ سے چہاڑ کہا جاتا ہے وہ حضرت عباسؑ جیسا کہ عالم اسلام کی ذات و صفات ہے۔

آپ کے شمن و جال کو ایک شاعر نے یوں ذرا لیا حسینؑ میں کیا ہے

دشک یوسفؑ تکوں جیسا کہ کو کر نکویا ب
فکر کو میری سلمان کی روٹی دے

عالم اسلام کے بلور تہذیب میں ایک کتاب جس کا نام "مثنوی قتل" کو نہ صرف طلب علم کے درمیان قبولیت حاصل ہے بلکہ دنیا بھر کے صاحبان فکر و دانش کے نزدیک منزلت اعلیٰ ہے۔ عالم اسلام کے سالک زندگی پر مشتمل اس کتاب کو ایک سزا کی حیثیت حاصل ہے۔

شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ نے تپ کے شمن و جال کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ:

آپ ایسے بلند و بالا وقت گذرتے کہ:

اسلی انسل کے بلند قامت گوندے پر سوار ہوتے تھے، تب

سبھی آپ کے پاسے مہارک زمین پر خطا دیتے ہوئے جاتے تھے۔

اس بات کو۔ بانسہ اور دیگر یوں کہا جاتا تھا کہ:

جب آپ کسی بلند و بالا سوار پر سفر ہوتے تھے تب بھی زمین آپ

کے پاسے اقدس کے پو سے لیتی رہتی تھی۔

بقرہ ۱۷۷

صوت چہ جس کی سن دو مالہ نڈا ہے
جو گشٹن وفا کا گیل مشدہا ہے
ہم کے خاندان کا جوا افتخار ہے

اسلام کے اصول کا آئینہ دار ہے
بقت کو ہر صراط موت پر تگیا
جذبہ خلوں درد کا دل میں جلا گیا



گہوارۂ جنبانی

تاریخی اعتبار سے یہ شہر ہے کہ ملائکہ فرشتوں پہلی جنت کے سرداروں
حضرت امین اور امام حسین علیہ السلام کی گہوار جنبانی کہتے تھے
اور طلب سیتہ اگر کسی وقت آما فرمادی ہوتی تو پیدہ کلام کے قیام پر
ان کا بھی پینے تھے۔

ہذا ہے من امری اور ابن اسحاق کی حدیث ہے:

یومئذ بیان کرتی ہیں کہ:

فَجَدَّتْ حَامِلَةً نَائِمَةً لَهَا نَبِيٌّ تَدْفُرُ فَاتَّبَعَتْهُ وَتَوَلَّى اللَّهُ وَطْفُؤُهَا

لَكَوْبَةٌ وَكَانَ مِنْهَا الْفِئْتَالُ، فَقَالَتْ:

إِنَّ اللَّهَ جَلَّمَ مَنْصُفَ أُمَّتِهِ فَاتَّقَى بِاللَّيْلِ أَنْ تَدْفُرَ فَنَلَتْ.

وہیں خود لکھا کہ:

حضرت قائلہ زہرا آرام فرمادی ہیں اور سبکی علی لڑی ہے۔

میں نے یہ واقعہ حضرت رسول خدا کے سامنے بیان کیا، تو آپ نے فرمایا:

خداوند عالم (میری بیٹی) کی نالوائی سے باخبر ہے، اس نے وہی کتبہ

سے لکھی کہ حکم دیا تو وہ چلتے گئی۔

ابنہ جنب اللہ فقلتی نے اس واقعے کو یوں بیان کیا ہے کہ:

میں حضرت علی علیہ السلام کے گھر گیا، آپ کو آواز دی، تو کوئی جواب

نہیں آیا، ابنت بھی کی آواز آئی، مجھے غیب ہوا کہ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

لکھنؤ کی پبلشرس

میں نے یہ واقعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:
حضرت علیؑ کے گھر میں، میں نے حیرت انگیز بات بھی کہی تو پھر یہ بھی،
مگر وہاں کوئی پروہ نہیں تھا۔

یہ سن کر حضرت نے فرمایا:

اِنَّ اَوْلَادِي فَاطِمَةُ مَلَائِكَةٌ مَّا رَاَوْهُمُ وَاَمَّا ابْنَاتِي فَهِيَ نَارٌ اِنَّ اِلَهَ
وَلَمْ يَخْلُقْنَا اَمَّا نَا عَلِيٌّ دُخْرًا وَكَفَا قَا

اَمَّا عَلِيٌّ اِنَّ اِلَهَ مَلَائِكَةٌ مَوْجِبِيْنَ بِمَوْجِبَةِ اِلَهِ نَحْبِ عَزِيْزِيْنَ
میری بیٹی فاطمہؑ ہر ایک کے قلب و جوارح کو خدا نے عالم نے ایسا دیتیں سے
ملا مال کرد کہا ہے اور وہ میری بیٹی کی نالواں کو بھی جانتا ہے ہمیشہ ان کی
مدد کرتا ہے اور تمام حالت میں ان کی کتابت کرتا ہے

کیا تم نہیں جانتے کہ:

خداوند عالم کے پورے شہنشاہ پروردگاری کی گئی ہے کہ وہ اہل بیت کے بارے

میں تعلق کرتے رہیں

وہاں پہلے ملائے فرمائیے:

کتاب الاسرار، راہ غیاث

عاجز اور کمزور ہوں مگر قرنی اہم، تاجدار و صاحبِ جنت ابوالفضل باقیہاں علیہ السلام
کے مرتبہ کا لفظ نہ کریں کہ،
خداوند عالم کے مقرب فرشتوں نے بن شہزادوں کی گھوڑا جینائی دجوانان
جنت کے سرور امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ہیں۔

اور جوانان جنت کے سروروں، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین نے یہی
گھوڑا جینائی کی، وہ تاجدار و صاحبِ جنت عباس کی ذلت گراہی ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے،

نظر شاہِ لافستی جفا سنی

نعرہ بازوئے تنفی جفا سنی

کعبتِ دل کا مدمما جفا سنی

یعنی حیدر کی دُغا جفا سنی

بس میں غیر کشتِ اکابر ہے

وہ شجاعت کا آئینہ جفا سنی



آپ کے اقباب

حقوق و فرائض، جہاں جلد راجعہ اسلام کی حیات طیبہ اور آپ کی جلیل القصد خدمات کا ذکر ہے، جہاں علامہ ابن طہیم ہدایہ سے متعدد مناقب پر کیا ہے، اور متعدد معصومین کو ام نے آپ کو نہایت شہدارانہ الفاظ میں ذلیل و خوار بنایا ہے، جس کا ذکر ہم ایک نثری باب میں کریں گے۔

ابن مختلف ذیلوں اور دیگر کتب متالی میں آپ کے بزرگوں اور اقباب بیان کئے گئے ہیں، اور بن میں سے ہر حسب ایسا ہے جس کی اگر دیگر اعلیٰ معصومین کی دشمنی میں تشریح کی جائے تو یہ باب بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لئے ہم 'اتصلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس جگہ آپ کے صرف چند اقباب ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ابن سیرین الشجران

معروف مؤرخ، مفسر، شاعر، سپہ سالار، ابن کی تالیف کردہ کتاب تاریخ کوفہ کی زبان میں لکھی گئی ہے، اس نے دلی تواریخ میں ایک انتہائی بیہوشی حاصل ہے۔ وہ تفسیر فرماتے ہیں کہ:

صحن زینب من الشجران

آپ تمام صاحبان شجران کے سید و سرور ہیں

عذرا ہے، تاریخ التاریخ جلد ۱۱، ص ۱۱۱

اور یہ بات تو آپ کے ام ہدایہ کی ظاہر ہے۔

کیونکہ جناس کے معنی ہی مشیر کے ہیں۔ جیسا کہ لہجہ لغت نے تفسیر کیا ہے۔

ابن سیرین الشجران

عقد خینیہ کے جلیل القدر مؤلف نے لکھا ہے کہ:

كان سيرة الشجران، تركت القرى من المنعم، ورجلا

يخطفان في الأرض

آپ تمام شہسواروں کے سید و سرور ہیں، دو کلمہ بلند و بالا گویا ہے
پر سار ہو کر چلتے تھے، تب بھی آپ کے ہاتھ ہدایہ زمین پر نہاڑتے ہوئے جاتے
تھے۔ (تخفہ شیبہ، ص ۱۱۱)

جیسا کہ اس کا ذکر 'محدث تہذیب حضرت شجران' میں طبعاً ہے، اپنی مشہور
معروف تالیف 'تہذیب اللغات' میں بھی کیا ہے۔

لفظ 'سیرین' کے لہجے میں یہ لہجہ ہے، جس کا معنی ہے: کسی کو ڈرانا۔ اسی ہے۔
جو کہ 'سیرین' سے لیا گیا ہے، جو کہ 'سیرین' سے لیا گیا ہے۔

بعض ماہرین لہجہ نے اس کی تفسیر کا دور کلمہ گویا ہے، یہی
کتاب ہے۔

افضل الشہداء

صاحب معالم الاثنی عشری نے لکھا ہے کہ :
 روز عاشورہ صبح امام علیؑ کی تمام جوانی و اہل گھر کے درجہ شہادت پر
 ناز ہونے کے بعد قرظی اسٹم، طہارث کربستانی، حضرت عباسؑ علیہ السلام کی درجہ
 شہادت پر ناز ہونے اور امام ابراہیمؑ خیراں اُن کی لاش کے پاس پہنچے، جہاں کے
 سر کو اپنے زانو پر رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل سے محفوظ رکھا اور اہل شہادت نے
 جب جہاں کا جو مریہ پڑھا اس میں یہ بھی فرمایا :

يَا أَفْضَلَ الشُّعَدَاءِ يَا مَيِّتَ الْمُرْتَضَى - مَسَلَى عَلَيْكَ اللَّهُ كُلَّ ذَنبٍ
 (اے شہید ہوئے والوں میں سب سے افضل، اے حضورِ مصلیٰ
 مرتضیٰ کے فرزند محمدؐ اور تمام ہرگز آپ پر رحمت نازل فرمائے
) (ملاحظہ فرمائیے) :

(معالم الاثنی عشری ص ۶۶ مطبوعہ دارالکتاب)

امام علیؑ کی تمام اہل گھر و فاقی قرابت ملاحظہ فرمائیے کہ :
 دستِ شہداء ہیں۔ تو یہ افضل الشہداء
 دونوں پر خدا کی رحمتیں اور رحمتیں : (تایامت) :-

وفاء اہل عظیم

حکمران کے واقعات کے سلسلے میں جو صحابہ میں مناسبت کے نام سے
 لکھی گئی ہیں، ان میں ایک فضائل صحابہ نام سے بھی لکھی گئی ہے :

مما متین فی قتال الحنین

اس کے گزرائی نزہت تروت نے لکھا ہے کہ :

كان أذوق فأبتر من تعبدت الحنين

آپؑ امام حسینؑ علیہ السلام کے اہل بیت کے لئے سب سے زیادہ وفادار اور
 سب سے زیادہ لگی کرنے والے تھے

(ملاحظہ فرمائیے، اہل بیت کی تعریفیں ص ۶۶)

اگر وہاں سے نہ پناہ لیا ہے کہ
 خواہش کی وفا لگی پر چھ شہین ہے

شہداء کرام

حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے جرمِ خون سے کوہِ باک کی سوز میں پو قدم رکھا، غیروں
 کی تعصب، جنوں کی مخالفت اور ساتھیوں کی غمگینی حضرت عباسؑ علیہ السلام کے ہم
 شامل تھے اور اگرچہ ضرورت امام علیؑ کی تمام نے اپنے ہمسفر مہاجرین کو
 نجات سے ہٹا لائے کہ لئے جہاں۔ لیکن پو پوئی غم کو جب فرات لنگ پہنچے
 دینے گئے، آری حضرت عباسؑ کی شہادت تھی میں کے ساتھ ہی ہی اہل بیت
 شہید نہ کا سوا نہیں کہتی تھیں خدا آپ کو پوری جلائی کے ساتھ پانی لائے کا نظریہ
 اہتمام دیتے تھے۔

یہاں تک کہ صبح ساتویں غم سے امام اور ان کے ساتھیوں پر پانی بند
 کر دیا گیا اور حضرت عباسؑ نے ہی کوہِ باک کی سوز میں ہتھ دیکھ کر گود سے (یہ اور
 بات ہے کہ زمین سنگلاخ تھی، یہاں کے امتحان کی گوری اپنی تھی اور ان کوئی

ہے بلکہ اس پر سکا لیکن جو اس کا نام سنا کرے اس کی حیثیت سے قیامت تک زندہ رہے گا

مشیر البشر

طرح کنوری علیہ السلام نے وصیوں کو بلا پر نہایت شرح و بسط کے ساتھ کلام فرمایا ہے
 و حضرت عباسؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:
 إِنَّ الْقَوْمَ عَتِقُوا بَشِيرًا مَرِيئًا وَجَدَّوْا لَوْلَا ذَاكَ لَمَاتُوا مِنْ أَسْلَابِهِمْ أَوْ
 لِي أَنْجُوهُ إِلَّا ذُنُوبَكُمْ مَنَعَتْهُ

حضرت عباسؓ کے وقت دشمنوں پر بہت زیادہ ٹسہ پڑنے
 والے وقت گنت گنت لوگ تھے کوئی ان کے ساتھ یا ان کے جانے
 کے ساتھ نہ جانی کہنے تو اسے چھوڑتے نہیں تھے بلکہ اس سے بدلہ
 فرمواتے تھے (اللہ اس کی آگستانی کا اسے جزا عطا کرتے تھے)

وَعَلَىٰ ذَٰلِكَ، انصاف و تقاضی کا موسم

اس خطبہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث کلام
 نے قرآن مجید میں اس خطبہ کو اپنی گرفت کیلئے استعمال فرمایا ہے۔

اور اس وقت ہے:

إِنَّ فَيْضَ نَبِيِّكَ نَسَبٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ هَذَا هُوَ مَعَكُمْ كَمَا كُنْتُمْ بَيْنَهُ

وقت ہے)

(صحیح مسلم)

ہب و اپنے دشمنوں کی گنت کی بنا ہے جو اس کے رسولوں کی گنت پر ہے

اللہ اس کے حکام کی مخالفت کو سزا دے کر ان کی رولمانڈ کریں۔ تو پھر اس کی
 گنت سے ان لوگوں کو کوئی بچا نہیں سکتا جیسا کہ اس کی اقوام کے خلاف
 نایاں ہے۔

بشیر البشر

کلامہ حضرت عباسؓ نے کہا کہ یہ نبیؐ اپنی ازگوندہ بلا تالیف میں ذکر کیا
 ہے چنانچہ انہوں نے قرآن فرمایا جس کا:

بَشِيرًا مَرِيئًا وَجَدَّوْا لَوْلَا ذَاكَ لَمَاتُوا مِنْ أَسْلَابِهِمْ أَوْ لِي أَنْجُوهُ إِلَّا ذُنُوبَكُمْ مَنَعَتْهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَافِعٌ وَالطَّبَقَاتُ كَالْحَبْلِ الْإِلَهِيَّ تَلَاكَ اللَّهُ تَعَالَى

کہہ کی ولایت سے قبل ہی کہہ کی شہادت و دلیری کی بشارت ہی
 گئی اللہ وہ شہیدان راہ خدا جنہوں نے کہا کہ واقعہ میں بہام شہادت نوش فرمایا
 ان میں سے حضرت عباسؓ کے مددگاروں کوئی بھی اس واقعہ پر قادر نہیں رہا)

(ماہنامہ فی حققتن اربعین ص ۳۳)

اللہ یہ بات تو کہ نبیؐ کی طرف پر ثابت ہی ہے کہ جناب امیرؓ نے جناب امیرؓ سے
 شادی ہی اس لئے کی تھی کہ ان کے ذریعے سے خداوند عالم آپ کو پہلے فرستد عطا
 فرمائے۔

بشیر البشر

جیسا کہ اسباب والا اس حقیقت سے واقف ہے حضرت عباسؓ کے مددگار

العبد الصالح مخصوص لقب



قد خیر خواہم، طبرزدی سیٹی حضرت عباس علیہ السلام کے لقب میں ایک
مخصوص لقب،

«الْعَبْدُ الصَّالِحُ»

میں ہے۔ میں کا ذکر وہ آپ کی زیادتوں میں ہی پایا گیا ہے اور حضرت مصعبین
علیہم السلام کی روایات میں بھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو حمزہ ثمالی سے فرمایا کہ:

«بِسَبِّ حَضْرَتِ عَبَّاسٍ فِي تِلْكَ الْعِلْمِ كَمَا قَدَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ كَرَامَةً لَهُمْ»

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہم مقدس کے سامنے ہے، تو آپ کی فریاد

اور اس سے چپک جانا، اور یہ زیلت پہنچا یہ،

اَسْلَامٌ مَخْلُوقٌ مِمَّا أَنْبَأَ النَّبِيُّ الْفَالِحُ، الْمَطْلُوعُ لِذِيهِ وَلِزَوْجَتِهِ وَوَالِدِهَا الْمُرْتَضَى

وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ.

(اسلام پر آپ پر اس عبد صالح۔)

خدا اور اس کے رسول۔ امیر المؤمنین اور من و مبین کی اطاعت کرنے والے



۱۰۔ اور صحابہ کرام نے فرمایا ہے: «بِشَرِّ مَا يَنْبَغِي لَكُمْ مِنْ عِبَادَةِ نَبِيِّكُمْ»

۱۱۔ خاتجہ بنت علی

اگرچہ امام حسین علیہ السلام کے بھائی تھے، مگر خود کو ہمیشہ امام کا خطاب کیا اور فرماتے تھے کہ:

أَنَا خَلْفَةُ مِيثَاقِ جَبَّةِ الْحُسَيْنِ

(میں حسین کا خطاب ہوں)

یہ لفظ آپ کے کمال اطاعت و فرماں برداری کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ خود کو خلیفہ مہرورت

لغوی طور سے بھی فرماں برداری اور اطاعت کے معنی میں لیا جاتا ہے۔

اس لفظ میں چہل کمال اور خوش و بخوشی نمایاں ہے، طلب حقیقت بھی واضح ہوتا ہے

کہ اس بذاتِ مالِ اصناف کی نفسانی زندگی کا کون ازار کر سکتا ہے جو جہاں ہوتے ہوئے

خود کو نظامِ حیا اطاعت گزار اور فرماں بردار قرار دے۔



اگر حضرت عباسؓ حضرت زین العابدینؓ کے دنیائے آخرت کے لئے جہاد کے بندہ ہو جائے
 دنیا میں شرفیلائے اور انہیں راجہ اسٹ خور اور کھانگی امامت کو نہ کاوش نہ ملا۔
 لیکن جلیل القدر امام بن ابی طالبؓ میں علیہم السلام کی امامت کی عظمت اور عظمت کے متر
 میں آئی۔

اور ان پر ایسا ہی جنت خدا اور ظاہر بن علیہم السلام کی امامت کی مثال خدا
 فعلی کی امامت ہے۔
 یہاں یہ بات کی تالیف ذکر ہے کہ،
 قرآن مجید میں عاقبت وہ جہاں نے نیا نیا کلام کا ذکر کرتے ہوئے انہیں
 عباد اللہ الصالحین قرار دیا ہے۔

کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے فرمایا کہ:
 وَلَقَدْ نَادَيْنَاكَ يَا قَوْمِ لِيُؤْتِيَنَا مِنَ الْقُرْآنِ
 (اللہ بیشک وہ انہیں انہیں صالحین میں سے ہونگے)

(سورہ البقرہ آیت ۱۲۹)

گو میں طالب گئی کے لئے نرسریا کہ:

كَتَبْنَا لَهُ الْإِسْمَاءَ وَنَبِيًّا مِنَ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ

(وہ سہ لاد فیض اس کے مالک بیخودوں میں سے پیغمبر ہیں)

(سورہ ہود آیت ۶۱)

اور کہیں حضرت موسیٰؑ کے لئے ارشاد ہوا کہ:

وَيُؤْتِيكَ اللَّهُ مِنْ لَدُنْهِ مَالًا كَثِيرًا وَتُقَدَّرُ بِهِ

(وہ لوگوں سے گہورہ میں کی بات کریں گے اور تم کو سیدہ کر دی اور وہ

عالم لوگوں میں سے ہیں۔)

(سورہ بقرہ آیت ۲۴۵)

اور کہیں متعدد انبیائے کرام کا ذکر فرماتے کے بعد قرآن نے اعلان کیا کہ:

كُلٌّ مِنَ الْأُمَّمِ الْأَخْيَارِ

(سب صالح (نیکیوں والے) تھے)

(سورہ الانعام آیت ۳۷)

لیکن صالح المؤمنین سے تشبیہ صرف ایک ہی ذات والا صفت کو یاد
 کیا گیا ہے، اور وہ ذات امیر المؤمنین حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں۔
 چنانچہ جس جگہ کہ تم میں ہیں حضور اکرمؐ کی بعض اہل بیت کی جگہ لکھا کہ انہیں لاد کر ہے
 وہاں فرمائی وہ جہاں نے اعلان فرمایا ہے کہ:

ہم سے پیغمبر کی مدد، قضا، جبرئیل، صالح المؤمنین اور فرشتے کو بھیجے۔

ارشادِ قدس ہے:

إِنَّمَا نُوَدِّعُ الْإِنشَاءَ قَدْ مَعَتْ قُلُوبُنَا قَالِينَ نَقَاةً

فَلَمَّا فَاتَ الْإِنشَاءَ هُوَ مَوْلَاؤُ وَحِبْرِي وَصَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ

وَاللَّائِي حَقَّهُ قَبْلَكَ يَا نَبِيَّ

(اے پیغمبر کی دو پیغمبر) اگر تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں تو بہ

سزور تو (اچھا ہے) کیونکہ تمہارے دل بیڑھے ہو گئے ہیں اور

اگر تم دونوں ان کے خلاف جھگڑائی کرو تو یقیناً اللہ ان کا نیکار

ہے اور جبرئیل اور صالح المؤمنین اور سب فرشتے اس کے پیغمبر

ہست پناہ ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں سورہ فتح آیت ۱۰)

جس کے ذیل میں ہمارے پیغمبر نے لکھا ہے کہ:

حضرت علیؑ علیہ السلام : صحابہ کرام میں " ہیں۔ اور :
حضرت عباسؑ علیہ السلام : " صحابہ کرام " ہیں۔
دعویٰ کی طرف سے۔

لاکھوں دفعہ سلام بلکہ پچھوڑے پچھوڑے پر بھی۔ اور پورے
خاندان رسالت پر بھی



مومنین میں سے کسی فرد کو خصوصیت کے ساتھ صحابہ کہنا اس کے امتیازات
کا بلندی کو ملحوظ رکھنا ہے اور صحابہ کے مدعا پر اس ہونے کے لحاظ سے یہی
ترجمان ہے۔ جس کی تشریح ہم اسے پہلے ہی کی صورت میں جس کے موافق لایا گیا
کے پہلے روایت بھی موجود ہے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا نام
آیا ہے۔ اور اس کی تائید میں صحابہ کے ساتھ آپ کی جان سپاری اور آپ کی زندگی
کے پورے گزارنے ہیں۔

ابن ابی اسحاق نے خود حضرت علیؑ علیہ السلام سے اور ابن مردودہ نے امام
نہت عقیس سے اور ابن عساکر نے جناب عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :
" صحابہ کرام مومنین "۔ سے علی بن ابی طالب " مراد ہیں۔

و

اور مذکورہ بالا روایت کو ہر اور ابن اسنت کے مشہور مصنف مفسرین
کتابی، مجاہد، اور ابوصالح نے بھی ذکر کیا ہے۔
جس کا تذکرہ ثعلبی نے اپنی " شہادۃ الشریعہ " میں اور صاحب علیۃ اللیلۃ
نے اپنی تالیف میں کیا ہے۔



اور مذکورہ بالا روایت اور مفسرین کرام کے اقوال کی روشنی میں یہ بات
بالکل واضح طور سے سامنے آتی ہے کہ :

تفسیر فضل الخطاب جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ - ۲۵۱ تفسیر و تفسیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۰

تاریخ

تعلیم - سرلی زبان کا کتاب ہے، اہل لغت نے اس کے مستند بیڑیل معانی لکھے ہیں:

صاحب صحاح اللغات کے نزدیک

تعلیم - جتنا قوم کا سرور و دستہ کائنات کو نفا پہلا، طاعت نشان

منشا۔

اس کی جیت اطاعت ہے۔

اللہ کے نزلت سے ہی تشریح بھی معانی لکھے ہیں۔

تعلیم، پیر سے کائنات، جتنا قوم کا سرور و راہ کائنات۔ و بیوت

لہذا زبان کی سرسخت کی کتاب، فیروز اللغات نے زیادہ ہامیت کہا

اس کے معانی کا تذکرہ کیا ہے اور لہذا ذکر کئے گئے معانی کے مطالعہ بھی لکھا ہے:

تعلیم، جتنا - نیو سبہ ظلف، بنو کو، اور چھوٹا

تعلیم، اٹھانا، قرم میں مشہور ہے کہ لاکھ یا اس جتنا بھلا

تعلیم بولے۔ جتنا اشکر چلنے والا پیش، حضرت جبرائیل علی ہر سو کو کر بلا میں

اہل مشین کے طہر در سے

تعلیم دار۔ وہ شخص جو جتنا لے کر آگے چلے جتنا اٹھا لے۔ حضرت

جبرائیل علی کتب ہے۔

صاحب صحاح اللغات، فیروز اللغات، مطبوعہ: مکتبہ اہل اللہ، لاہور، ص ۱۰۰

تعلیم، اللغویہ، صفحہ ۹۰، ۹۱، ۹۲، مطبوعہ: دار الفکر، لاہور، ۱۹۶۰ء

لہذا کھڑے شائع ہونے والی، لہذا زبان کی ایک مستقل لغت کی کتاب ہے، اللغات

کے صرف ایسے قطعہ لڑیں،

تعلیم (یعنی) - ریاست نشان، جتنا، (عربی، لہذا، فصیح، راجح)

شہدائے کربلا، بالخصوص جناب جبرائیل علی، مسلطہ اسلام کے نام کائنات

عشق جبرائیل کو تقاضا و شہیدان سے اسیر

اس لئے تفریح کے ساتھ علم ہوتا ہے



تعلیم - اسلامی تاریخ - بلکہ معلوم انسانی تاریخ - میرے ہمیشہ ایک متفرق امتیازی

شان کا حامل رہا ہے - لہذا جنگ و امن ہر صورت میں اس کی اہمیت کبھی ہے -

قائیں نے اپنے ضد و نقابت کی بنا پر جناب اہل کو شہید کر دیا تو ان کے معانی

ثبوت نے اپنے معانی کا تعصاں لینے کا ارادہ کیا اور کچھ عرصہ کے بعد دونوں کے

دوران اتاحہ جنگ ہوئی، اگر اس وقت آدھے زمین پر دو کوئی ایسی بڑی آہلوی تھی، لہذا

سپاہی، مگر ایسا تاہم نے کھلے کر،

إِنَّ أَوَّلَ حَرْبٍ كَانَتْ بَيْنَ نَحْيِ آدَمَ، مَا كَانَ بَيْنَ شَيْثٍ وَ

تَابِعِي حَرْبًا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَهْدَى إِلَيْهِ خَلْقَهُ بَيْنَهُمَا وَرَفَعَتْ

الْمَلَأَ رُوحَهُ زُلْمَةَ الْهَيْبَةِ، فَسَلَّطَتْ الْمَلَائِكَةَ قَائِمِينَ وَخَلَقُوا

إِلَى عَيْنِ الشَّمْسِ وَفَعَلَتْ رَيْثًا وَفَعَلَتْ قَوْمًا حَبِيْبًا، الشَّيْثُ

(اولاد آدم میں پہلی جنگ جناب شیث اور قابیل کے درمیان

ہوئی، خدا ان کو عالم نے اس موت پر جناب شیث کیلئے ایک سفید

جلد بھی اتھا اور فرشتے، سفید پر سپہا کتابتے کرتے تھے -

تعلیم، اللغات - مطبوعہ: انجمن پریس، لاہور، جلد ۱، صفحہ ۱۱۴

ثُمَّ لَمْ تَزَلِ الرَّبِّيَّةُ فِي يَدَيْ عَبْدِ الْمَطْلِبِ، فَلَمَّا بَيْتَ النَّبِيُّ مُحَمَّدًا
 فِي بَنِي حَاشِمٍ، فَقَامَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَلِكِ عَزْرَقِ جَمَلَتْ فِيهَا رَوْحِي،
 وَقَدَانٌ، فَلَمْ تَزَلْ مَعَهُ، فَظَنَّ الْجَوَارِءُ يُؤْتِيَنِي فِي عَبْدِ الدَّارِ
 فَأَخَذَهُنَّ الْعَجْمَاءُ مَعَهُنَّ مِنْ حَيْدٍ فَامْتَمَدْنَ لِيَوْمِ لَعْدًا، فَأَخَذَهُنَّ
 النَّبِيُّ وَدَفَعَهُنَّ إِلَى عَلِيٍّ، فَبُغِحَ لِيَوْمِ بَدَلَةِ الشَّرِيَّةِ وَالْجَوَارِءِ وَهَسَا
 أَيْتَانِ.

(ابن عسری اور تمام اہل سیرت کا اتفاق ہے کہ
 قریش کے دو گھرانے چچم، رلیت اور یوہد قصبی بن کلاب
 کے ہاتھوں میں تھے۔

پھر رلیت، تو مستقل طور سے جناب عبدالمطلب کے پاس رہا۔
 اس کے بعد جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعوث ہما ہوئے تو
 آپ نے اسے بنی ہاشم کے پاس ہی رکھا۔
 اور جب پہلا غزوہ جس کا نام 'ودان' ہے اس کے وقت پر آپ نے دو چچم
 حضرت علی کے سپرد کیا، چھوڑ دیے اور آپ ہی کے پاس رہا۔
 اس زمانہ میں 'یوہد' عبد اللہ کے غلامان میں ہوتا تھا جسے حضرت رسول خدا نے
 مصعب بن عمیر کو مرحمت فرمایا۔

اور جب جنگ احد میں مصعب بن عمیر کی شہادت واقع ہوئی تو حضرت نے
 'یوہد' بھی حضرت علی طیار اسلام ہی کو دے دیا۔
 اس طرح یوہد اور رلیت نامی دو گھرانے چچم آپ ہی کے پاس آگئے، اور دونوں
 ہی سفید رنگ کے چچم تھے۔

۵۵۔ بحوالہ ایضاً لافضلہ، ۱، ابن کثیر، جلد ۱، صفحہ ۱۱۱۔ ۱۱۲

فردوس الانبیا دہلی کی روایت سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جس طرح دنیا
 میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظلم امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کے
 ہاتھوں رہا، اسی طرح آخر میں بھی حضور کا ظلم مہلک کتب ہی کے ہاتھوں میں
 ہو گا۔

چنانچہ آنحضرت نے جناب امیر کو خطاب کر کے فرمایا:
 .. كُنْتُ صَاحِبَ بَيْتَانِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ -

تم ہی دنیا اور آخرت میں میرے پرچم (کو اٹھانے والے ہو)

جناب ابن عباس کا کہنا ہے کہ:

حضرت علی کی چار خصوصیات ایسی ہیں جو کسی اور کو حاصل نہیں،
 (۱) تمام عرب و گم میں حضرت رسول خدا کے ساتھ رہنے پہلے صرف
 حضرت علی نے نماز پڑھی۔

(۲) حضور اکرم کا ظلم ہر جگہ سے ان ہی کے ہاتھوں میں رہا۔
 (۳) جنگ احد اور غزوہ تبوک وغیرہ میں جب لوگ پیغمبر اکرم کو چھوڑ کر
 میدان سے فرار ہو گئے، تو بھی حضرت علی پیغمبر اکرم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔
 (۴) ان ہی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور
 قبور میں اتارا۔

یہ روایت علامہ عبد البر نے استیعاب فی فضائل اصحاب میں بھی نقل کی ہے۔

۵۵۔ لافضلہ، ۱، راجع الطالب (مجموعہ لافضلہ)، صفحہ ۵۳

اور ہمت ترمذی میں بھی موجود ہے۔

ہذا حدیث میں،

هَذَا لَيْسَ كَمَا كُنَّا نَأْتِيهِ فِي حَقِّهِ تَرْجُفٌ
بِرَجْلٍ مِنْ خُورِكَ نَطْمُ أَكْبَشِي كَمَا سَأَلْتَهُ بِرَأْسِهِ

۱۵

اور طلب ابن عباس نے حضرت علی علیہ السلام کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ،

كَانَ أَخَذَ رَأْسَهُ فَمَسَّ رَأْسَهُ بِرَأْسِهِ

جب بداد اور تمام معسکوں میں حضور اکرم کا پرچم آپ ہی کے ہاتھ میں رہتا تھا۔

●

بعض تاریخوں میں سعد بن ہملہ کی طرزِ لاری کا تذکرہ بھی پایا گیا ہے جس کا بارہ لیتے ہوئے بارہ ان اہلسنت کے ایک ممتاز محقق شعلیہ بن ابی ملک نے لکھا ہے کہ:

كَانَ سَعْدُ بْنُ هَمَلَةَ صَاحِبَ رَأْسِهِ وَرَأْسُ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَسَلَّمَ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا هَذَا كَانَ وَقْتُ انْقِطَاعِ خَدَّيْهِ

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم ہر جگہ سعد بن ہملہ کے پاس ہوا کرتا تھا لیکن جب جنگ کا وقت ہوتا تھا تو حضرت علی (اپنے ہاتھ میں) رکھتے تھے

اس سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ حدیث میں پرچم رسول کی مخالفت

۱۵۔ اربع الطالب اجتید اللہ لوسری (مطبوعہ ۱۳۰۵ھ)

سعد بن ہملہ کے ذرا سنی اور جب معرکہ کاندھلورم ہو تو دین خدا کا علم حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوا تھا۔

●

حکومتِ کاندھلور میں دین خدا کا علم امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کی تمناؤں کا مرکز قرنی ہاشم حضرت ابو افضل العباس علیہ السلام کے ہاتھوں میں تھا لہذا آپ نے اسے کچھ ایسی سفارشات سے آشنا کیا کہ مدیاں گنہگار بننے کے باوجود اس کے ساتھ آپ ہی کا نام ناسی ثابت ہے۔

تو زمین نے ماخوذہ کے واقعات کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

حضرت امام حسین علیہ السلام نے زمر قرین کو سیز کا سردار مقرر کیا اور جاب جب بیلین مظاہر کو سیز کا ادرم لکھ کر اپنے بھائی قرنی ہاشم عباس کو حرکت سبایا کہ

ہمیں کو ملک الشعراء منشی اصیورم نے اپنے شاگرد میں ایسے نظم لکھا ہے

ہم تو یہ سپہ سالار سپہ طاعت
ہم تو یہ حسین حکو ایک ماہ سپہ طاعت

ہم تو یہ زبیر ان میں ہمیشہ یافت
جب بیلین مظاہر میں وہ یافت

حکم وہ دست جبارت لکھا اور
ایشان نے خدا ہر نعمت پہنچا دی



یہاں اس بات کا ذکر بھی نا مناسب دیکھا کہ:

۱۵۔ ملاحظہ فرمائیے، تاریخ کابل، ابن امیر جری اور دیگر تاریخ نگار۔

وفاداری

”وفاء“ انسان اوصاف میں سے ایک عظیم صفت ہے۔ یہاں تک کہ گوفان کے حلقہ کسی اور خلیق میں بھی یہ صفت پائی جاسکے تو قابل تعریف قرار دیا جاسکے۔
اہل سنت نے لکھا ہے کہ:

”وفاء“ ایسا ہے جس سے دوستی۔ عہد کو پورا کرنا۔
(عہد شکنی، عہد شکنی، عہد شکنی۔)

جبکہ بعض اہل سنت نے لکھا ہے کہ:
”وفاء“ تعین، بحال پورا کرنا۔ بناہ کرنا ساتھ دینا۔
ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے کہ:

”وفاء“ یعنی، خیر خواہی، حمیت مندی، دیانت، اداوت مندی...
جیسی مناسبت سے محنت و محنت کے مترادف ہونے کے موقع پر کہا جاسکتا ہے کہ:
”وفاء“ یعنی۔ وفاداری۔ وفاداری۔

اور سچے دوست کو وفادار اور با وفا کہا جاتا ہے۔ بقول شاعر
سب کیا دنیا فاقہ پرست جہاں سے گزر گئے
قابل ہے کائنات بڑا کام کر گئے

(مہذب العقول، جلد ۱۱، صفحہ ۳۹۶)

(اسی مناسبت سے لفظ ”وفاداری“۔ دیانت داری اور محنت و حمیت کے

ہیسا کہ ہمدردی حوالوں سے یہ واضح کیا کہ حضرت رسول خدا کی ہیبت طیبہ میں سخی
سہی جیگر لڑی گئیں ان میں دین خدا کا علم امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب کے
دست بملک میں ہوتا تھا، اور جنگ بدر سے فتح مکہ تک۔ اہل اس کے بعد تک
تمام جنگوں میں آپ ہی علم لڑا اور اسلام تھے۔

لیکن حضرت عباس نے عاشورہ کے دن کر بلا میں دین اسلام کے علم کو کچھ سی
منفرد شان سے بلند کیا کہ اب جب بھی لفظ علم دار بولا جائے، ذہن نوری طور
پر تپ ہی کی طرف جاسے گا۔

بلکہ جیسا کہ ابتدا میں وارد کیا، اہل سنت جب لفظ علم دار کی تشریح
کرتے ہیں تو اس لفظ کے معنی بیان کرتے ہوئے حضرت عباس ہی کا نام لیتے ہیں۔



بقول شاعر:
خدا گواہ وہی کر بلا کا ہے فلاح
کہ جس کے نام کاہل راہ مسلم



کے سنی میں ہی بولا جاتا ہے اور دفا شعلہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی فطرت میں
فطاری اس طرح سمیٹ ہوئی ہو کہ اس کے غلاب تو لپی ہو کر ہی در سکتا ہو۔

جیسا کہ شاعر نے حضرت قہاٹ کے گمڑ سے لکھی توصیف کرتے ہوئے کہا ہے،
دفا شعلہ تھا صاحب دفا تھا گمڑا
دہن کو زرد کیا گو کہ تھا بہت پیاسا

مترن۔ مالک ددہیل کی نزل کردہ آفاقی کتاب ہے جس میں انسانیت کو
انفکد و کمال کی اعلیٰ منزل تکس پہنچانے کی سہی سلسل کی گئی ہے اس نے مالک
درجہاں کی اس بابرکت کتاب میں دفا اور اہل دفا کا تذکرہ کیا ہے اور ان
لوگوں کی تعلیم و ترویج کی گئی ہے جن کی زندگی کا شہادہ دفا والی ہے۔ اور جو اپنے
قول و عمل و رفتار و گفتار اور سمکرت و کردار کے ذریعہ سے اس نقش کو اہل کر ستر ہوتے
نظر آتے ہیں

پنا نچر پودہ و گارہالم سے اپنے ذلیل کے بارے میں عرض فرمایا ہے،
و لیراہیم الذی یوقی۔ (اور ابراہیم جنہوں نے دفا داری کی)

(سورہ کہنجم کیہ حکم
(۱۵) حکیم پیغمبر جنہوں نے خدا کے تمام جہاد و باغیوں کو پور کیا اس کے گہر ہات
کو ادا کیا اس کے دین کی تبلیغ کے سلسلے میں کسی مشکل تہدید یا آواز سے ہراساں نہیں
ہوتے۔

جو کئی استقامت سے گزرے۔ یہاں تک کہ اپنے بیٹے کو خداوند عالم کے
حکم سے قربان گاہ میں سے گئے، اور (خوشنودی خدا کے لئے) اس سے کہنے پر

پھری دکھ دی۔

ان تمام استقامت سے سر ملتا اور ہر قرار و دستور ہو کر نکلے اور خداوند عالم نے
انہیں خلق کی دہری اور لامنت کا بلند درجہ عطا فرمایا۔
جیسا کہ سورہ جملہ البقرہ میں ارشاد ہوا۔

و لوزی علیٰ ابراہیم دہبہ بکلمات فاطمہ قال: انی جاء علیک
للناس اخاصا۔

(اور اس وقت کو یاد کرو) جب ابراہیم کو ان کے پدوسل نے
پکڑ کلمات (احکام) کے ذریعہ سے آدیا۔
اور انہوں نے ان کو پورا کر دیا اور خداوند عالم نے فرمایا:
"میں تمہیں لوگوں کا امام قرار دے رہا ہوں۔"

وقی۔ (دفا داری فرمائی)۔ کے بارے میں بعض مشرین نے کہا
ہے کہ۔

قَدْ لَقِنَا غَمًّا مِّنْ لَّدُنِّهِمْ يَوْمَ تَوَلَّوْا
لِلْآخِرَانِ

(حضرت ابراہیم نے راہ خدا میں اپنی جان کو آگ کے حوالے اپنے
دل کو خدا کے حوالے اپنی اولاد کو قربانی کیلئے اور اپنا مال اپنے بھائیوں (اور
دوستوں) کے سپرد کر دیا۔

(تفسیر کہنے دیکھئے)

تفسیر خود جلد ۲۲، صفحہ ۲۵۱

قاضی شہناز پانی پتی برادرین، اہلسنت کے نہایت جلیل عالم دین مجھے جانتے ہیں
 انہوں نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ،
 "وقتی یعنی اللہ کے احکام کی پوری پوری تعمیل کی گئی،
 بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے اس کو قترے پہننے
 زب کے پتاج کو مخلوقات تک پہنچاتے رہے۔
 طرح طرح کی تکلیفیں لوگوں کے ہاتھوں اٹھائیں اور صبر کیا؟ یہاں کہ نہ ہو گی
 آگ میں بھی آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔
 خلائق عالم نے متعدد احکام دے کر آپ کی آزمائش کی اور کچھ تہم احکام پورا
 پورا ادا کر دیا۔

(ملاحظہ فرمائیے،

تفسیر منہجی جلد ۱۵، صفحہ ۱۱۹)

اور قرآن مجید کی متعدد آیات میں، "وفا" کو اہل بیان کی ایک خصوصیت اور قابل
 تحسین صفت قرار دیا گیا ہے۔

ارشادِ قدس ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلْحَقُّ بِرَبِّكُمۡ اَنَّكُمۡ لَمِنَ الصّٰبِقِيْنَ

واللہ جو شخص اپنے عہد و پیمان کی وفا کرے اور پرہیزگاری اختیار کرے

تو (مجھے لے کر) خلائق عالم پرہیزگاروں سے جنت کرتا ہے)

(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰)

(کیونکہ)۔ اللہ کے ہاں جو مرتد و منافق ہیں وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو خدا

سے کہے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کریں۔

اور ہر طرح کے حالات میں اس عہد کے تحت قائم رکھنا محدود کی تجدید نشانی کریں۔

(تفسیر تہذیب القرآن جلد ۱، صفحہ ۱۲۳)

اور سورہ بملکہ الطبع میں تو پروردگار عالم کی طرف سے واضح اعلان کر دیا گیا ہے کہ:
 "تم میرے عہد و پیمان کو پورا کرو، میں تم سے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کروں گا
 پس انچلنا شایع قدرت ہے،

و ادفعوا بجمہدی اوف بجمہدکم۔

(تم میرے عہد کو پورا کرو، میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا)

(سورہ البقرہ آیت ۱۷۷)

یہ فقرہ نصرت کے اصول کے عین مطابق ہے، کیونکہ اگر دو افراد کے درمیان
 کوئی عہد و پیمان ہوا ہو اور ایک اپنے عہد و پیمان کو پورا کر دے تو دوسرے پر بھی اپنے
 عہد و پیمان کو پورا کرنا لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے)



سیرتِ سید

• ستانی: یعنی کسی کو پانی پلانا سیراب کرنا۔

• لغت کی متبرک کتاب: "مصباح اللغات" کے مؤلف نے لکھا ہے:

• "سقی استقاء"۔ پانی پینے کے لئے پلانا۔ سیراب کرنا۔

• "سقاء و تسقیات"۔ ایک دوسرے کو پلانا۔

• "سقاء"۔ بہت پلانے والا۔

(مصباح اللغات صفحہ ۲۸۲، ۲۸۳)



• اور صاحب مہذب اللغات نے لکھا ہے کہ:

• "سقاء۔ پانی پلانے والا۔ (عربی، مذکر، فعیح، راجح)

• اور ستانی۔ پانی پلانے والا۔ (فعلی، مؤنث، فعیح، راجح)

• پھر شاہد مثال کے طود پر آپ نے مندرجہ ذیل شعر میں درج کیا ہے:

• وہ پیاس کا اندھ ہے اولاد کی کو

• ستانی گوارہ ہوتی جواس مٹی کو

• ملاحظہ فرمائیے: مہذب اللغات جلد ۱ صفحہ ۲۸۲



• اور اسی شاعری سے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو ستانی کوڑے

• کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

• یہ نوحہ جب روزِ عشرت تازت آفتاب اپنی اتھاکی پہنچی ہوئی ہوگی پیاس کی شدت سے لوگوں کی زبانیں، ان کے دہن سے باہر نکلی ہوئی ہوں گی اس وقت خداوند عالم کی طرف سے الہی ایمان کی کشمکشی دُور کرنے کی کامیاب تدبیر ہو جائے گی اور اس اہلالت کی توفیق میں حضرت رحمتِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شاہد امیر، صاحبانِ ایمان کو جاہلوں سے سیراب کریں گے۔

• پھر نوحہ صاحب مہذب اللغات نے لکھا ہے کہ:

• "ساتی کوڑے۔ حضرت علی علیہ السلام کا لقب ہے۔"

• اہل تشیع کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند عالم نے رسالتِ کتب کو کوڑے عطا کیا ہے اور

• اس کے ساتی حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

• اسی شاعری سے شاعر نے کہا ہے:

• احسان کو اللہ بے پیر کا تقدیر

• پانی دے دے پھر ساتی کوڑے کا تقدیر



• یہاں اس اہلالت کا ذکر بھی؟ ناغیب نظر نہیں آتا کہ:

• قرآن مجید میں خالقِ دو جہاں کا ارشاد ہے:

• وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ حَيًّا شَيْءًا يَحْيٰى

• (مہ نے ہر زندہ چیز کو پانی سے قوار دیا ہے)

• سورۃ النبیہ ۱۰، آیت ۱۱

• جس کے ذیل میں مفسرین کو امر نے لکھا ہے کہ:

• "تمام زندہ موجودات کی حیات۔ خواہ دو جہاں ہوں یا سموات۔ پانی

• کے ساتھ وابستہ ہے۔"

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ :
 مورخہ زمانہ کے متفقین اور مابیندوں میں یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ
 سب سے پہلا جانور سمندروں کی گہرائیوں میں پیدا ہوا۔ اسی بلند پر وہ زندگی اور حیات
 کا آغاز پانی سے سمجھتے ہیں۔
 اور اگرچہ قرآن مجید میں، انسان کی ابتدا مٹی کو قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس ہلت کو قرآن
 ذکرنا چاہیے کہ :
 مٹی سے مراد طین (گھلا ہے جو پانی اور مٹی سے مل کر بنا ہے۔
 یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ :
 دانشمند محققین کی تحقیق کے مطابق، انسان کے بدن، اور حیوانت کے بدن کا
 زیادہ حصہ پانی ہی سے بنا ہے۔
 ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ پانی کا ذائقہ کیسا ہے؟
 تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ :
 شَلِّ تَقْتَنًا وَلَا تَشَلِّ تَقْتَنًا۔ یعنی کے لئے سوال کرو یہاں ساری چیزیں ہیں
 اس کے جوڑے رہا یا :
 طَعْمُ الْمَاءِ طَعْمُ نَفْسِيَا قَالَ اللَّهُ مَبْصُوتَةً ؛ وَحَيَاتَانِ مِنَ الْمَاءِ كُلِّ مِثْقَلِ مِثْقَلِي
 پانی کا ذائقہ وہی ہے جو حیات کا ذائقہ ہے۔
 خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ :
 ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے قرار دیا ہے۔
 انسان اگر گری کے موسم میں کالی دیر چلا مارا ہے، اُس کے بعد اسے خوشگوار پانی پھر
 آتا ہے تو چون ہی وہ پانی کا پہلا گھونٹ چیتا ہے اُسے یوں محسوس ہوتا ہے گویا اس کے
 بدن میں پھر سے سہل پڑ گئی۔
 (تفسیر نور جلد ۱ ص ۱۲۷، ص ۱۲۷)

نصف اشرف کے ممتاز صاحب مسلم جلیب عبدالرزاق مہرم نے لکھا ہے کہ :
 قیصر روم نے امیر شام کے پاس ایک شیشے کا پیالہ بھیجا اور کہلایا کہ اس میں ہر چیز
 بھروسہ ہو۔
 امیر شام اس ہمت کو عمل نہ کر سکا کہ ایک پیالے میں ہر چیز کیسے بھروسہ !
 مجبوراً اُس نے، باپ بخاریتہ اعلم امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے
 ہر کے سوالی، جناب ابن عباس سے اس معنی کو سیکھانے کی درخواست کی۔
 جناب ابن عباس نے جناب امیر کے علم سے کسب فیض کرتے ہوئے اُسے بتایا کہ :
 "اس پیالے میں پانی بھروسہ۔ کیونکہ (قرآن مجید میں خالقِ دو جہاں نے فرمایا ہے کہ)
 اُس نے ہر زندہ چیز کو پانی سے قرار دیا ہے۔
 جس وقت، وہ پانی سے بھرا ہوا شیشے کا برتن، قیصر روم کے پاس پہنچا تو وہ جناب
 ابن عباس کی ذہانت و ذکاوت سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔

دعا کیلئے دیکھئے
 کامل برورد جلد دوم صفحہ ۲۵۵
 تہذیب الکمال جلد ۱ صفحہ ۱۲۹



پانی تہہ چونکہ سرگرم حیات کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اگر کسی نے ستان کا
 فرضیہ رہنما لیا، تو گویا وہ خود ایک سرچشمہ فیض بن گیا۔
 ایسا انسان جو کسی کو پانی پلاستے، قیومین رکھنا چاہیے کہ اس کیسے میں برکت و عظمت
 سے بھرا ہوا دل ہے، اُس کے اندر ہر وقت سے لبریز قلب پایا جاتا ہے۔
 مستقل۔ درحقیقت ایک سعادت ہے جو ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔
 اور مستقل۔ اس طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ سفاک عمل میں صرف اپنی حیات
 کی آندہ نہیں بلکہ دوسروں کی حیات کا بھی خرابی ہے۔

شولیت میں متعلق کی بہت اہمیت ہے مگر شریعت انسان کو اس بھڑکی طرف
 توجہ دلاتی ہے کہ اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور دوسری طرف اس بھڑکی طرف ہی توجہ
 کر رہی ہے کہ "سنتی" اسلام کا ایک ٹکڑے میں سے خداوندِ عالم کی مثال کی جاتی ہے
 اور حقانی کرنے والا خدا کے یہاں اختیار میں اجرِ عظیم کا حقدار قرار پاتا ہے۔

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ حَيْدُ اللَّهِ أَمْرًا الْعَبْدُ الْمُتَّقِي مِنْ بَعِيَةِ خَلْقِهِ
 خداوندِ عالم کے نزدیک بہترین عمل، تشنگی مگر کوشتک پہنچانا ہے
 چاہے وہ (انسان ہی) راہِ حیرانِ دُنیوی۔

(حدیث اسلام، جلد ۱ صفحہ ۱۱۰)



ایک اور حدیث میں ہے کہ:

خداوندِ عالم، پانی پلانے والے شخص کو، ہر چیز سے سب کے عرض میں ہند، اور
 سر پر شربِ طہرِ رحمت فرمائے گا، اور اگر کسی نے صومرا یا بیل میں کسی کو سیراب کیا
 تو وہ شخص بنیائے کوام کے ساتھ عرض کو شہر پر وارد ہوگا۔

(مسندک اور مسائل جلد ۱ صفحہ ۱۱۰)



حضرت امامِ مہر صادق علیہ السلام سے متعلق ہے کہ:

مَنْ سَقَى الْمَاءَ فِي مَوْضِعٍ يُؤْمِنُ فِيهِ الْمَلَائِكَةُ كَنْ أَحْسَنَ رِزْقَةٍ
 وَمَنْ سَقَى الْمَاءَ فِي مَوْضِعٍ لَا يُؤْمِنُ فِيهِ الْمَاءُ كَنْ كَنْ أَحْسَنَ نَفْسًا
 رَزَقْنَا أَحْيَاءًا نَكُنَّا نَأْتِيهِمُ الْإِنْسَانُ خَيْرًا.

جو شخص، ایسی جگہ جہاں پانی موجود ہے، لوگوں کو پانی پلائے، تو گویا اس نے راجحاً
 میں خیرِ سلام آرزو کیا اور جو شخص کسی ایسی جگہ لوگوں کو پانی پلائے، جہاں پانی موجود نہ ہو، تو
 گویا اس نے ایک شخص کو زندگی عطا کر دی اور جو کسی ایک شخص کو زندگی عطا کرے اسے
 گویا نبیِ نوح انسان کو زندگی بخشی،

مکالمہ مسلمان

استلزام از: صمدی و نامہ ۱۳۱-۱۳۲



اس حدیث و مہلک سے بخوبی ناواقف نہ کیا جاسکتا ہے کہ سنتی۔ (کسی کو پانی پلانے
 کی نگاہِ قدرت میں کیا قدر و منزلت ہے، کہ:

اگر وہ شخص جس کے پاس پانی موجود ہے اور کوئی اُسے پانی پلا دے تو گویا اس نے
 خدا کی راہ میں ایک ظلمت زدہ کو دیا۔

اور اگر اس شخص کے پاس پانی موجود نہ ہو (یا جگہ ایسی ہو جہاں پانی موجود نہ ہو) اور
 شخص اس شخص سے درت حال میں کسی کو پانی پلائے تو گویا اس نے انسانی زندگی کو کھٹ
 ہونے سے بچالیا، اور ہرگز ایک شخص کو نہیں بلکہ نبیِ نوح انسان کو بچالیا۔



یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ "سنتی" اسلامی تاریخ کا ایک منفرد منصب
 بھی ہے۔ جو ان لوگوں کو عطا کیا گیا جو جان و مال کو سیراب کرنے کا سامان کرتے، اور حرم
 سے حاصل ہونے والے پانی کو دوسرے بندگاہنِ خدا تک پہنچانے کی سعادت
 حاصل کرتے تھے۔



زمن نام۔ جسے عام طور سے "پاہِ روم" کہا جاتا ہے جس کی تاریخ بیان

کہتے ہیں حاجیان تحقیق نے نکاح ہے کہ:

غذا کب کے مشرق میں مسجد الحرام کے اندر ایک تلخی کنواں جسے خان کائنات سے ایک نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اہلیوں کے ذریعہ منو لو کیا۔

عسی وقت پیراں کی شدت سے آپ نے زمین پر اڑ پڑیں رگڑ ہا مشروع کیں، تو پروردگار عالم کو اس شیر نولہ بچھکی بے حسنی پر لیا دم آیا کہ اس نے آپ کے قدموں کے نیچے سے ایک چمڑہ جانی کر دیا۔

جسے "مزم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اولاد شترہ نے پانچ ہزار برس سے کروٹوں بند گاہن خدا اس سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

روح: فضائل، صحیح، احکام، ادب، موعظ

مکتبہ کی وہ جے آب دگیا وہ زمین اچھا اس چمڑہ کے اپنے سے قبل کوئی آب پلا نہیں تھی، جب پھٹا پلا اور اٹا چلا گیا، یہاں تک کہ پانی کلبہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا، تو پیاسے پر پئے اس پر مٹلانے اور سب اس سے سیراب ہونے لگے۔

لقد دلانے کے کہتے تھے، ایک سالہ نے جب یہ دیکھا کہ ایک جگہ پزندے بڑی تعداد میں مثلاً رہے ہیں تو انہوں نے اندازہ لگایا کہ یہاں منور کہیں پانی موجود ہے جس کے اوگور یہ پزندے مثلاً رہے ہیں۔

چنانچہ، قافلہ داروں نے، بن کافق بنی برہم سے تھا، قریب جا کر دیکھا تو پانی کا بہت بڑا ذخیرہ نظر آیا، جس کے قریب ہی جناب ابوہریرہؓ اپنے شیر نولہ بچھے آئین کے ساتھ موجود تھیں، اور حضرت ابراہیمؑ کے فرمان کے مطابق حکم خدا کا انتظار کر رہی تھیں۔

قافلے داروں نے جناب ابوہریرہؓ سے پانی کے قریب ٹھہرنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا کہ خلیل صفا حضرت ابراہیمؑ آئیں گے تو اجازت دیں گے۔

جب حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اور قافلے داروں کو پانی کے قریب ٹھہرنے کی اجازت دی تو اس جگہ انسانی آبادی شروع ہوئی جو صدیوں کا سفر لے کر پہنچے اور کھڑے جیسا عظیم الشان شہر آباد ہو چکا ہے۔

ہونکہ اس شہر کی آبادی "مزم" کی مہربان منت تھی اس لئے اس چمڑہ آب کو اہل عرب کے نزدیک ہر دور میں تقدس اور احترام کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ پھر یہ خاد کبر کی تعمیر کے بعد حکم خدا کے مطابق جناب ابراہیمؑ نے حج کا طمان کیا۔ تو پھر یہ ہتھام بھی کیا گیا کہ:

وہی الجو کو قباح کرام حرقات میں جمع ہوں گے جو ایک میلان کے علاوہ کچھ نہیں ہے، وہاں ان کے لئے پانی کا انتظام ضروری ہے۔

چنانچہ مرزی الجو کا دن اس مسئلے کے لئے مقرر کر دیا گیا کہ اس دن منور منور سے پانی لے جا کر حرقات میں ذخیرہ کر دیا جائے تاکہ جب روز الجو کو قباح اس میدان میں اپنے رخ کے عظیم الشان رکن کی لدا سٹی کے لئے جمع ہوں تو انہیں پانی کی کوئی زحمت نہ ہو۔

اسی مناسبت سے "مرزی الجو کو، یوم القربیہ" (پانی پہنچانے کا دن) میراں کا شکر نام کرنے کا دن، کہا جاتا ہے۔

حضرت عباس علیہ السلام کے ابتدائی وارث نے اس سلسلے میں بڑی گمان تصنیفات انجام دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں جو جگہ گنڈے تھے وہ اس خدمت کو اپنی سلطنت جتھے تھے یہاں تک کہ سلسلہ سلسلہ یہ خدمت جناب عبدمناف تک پہنچی، ان سے جناب ہاشم کو منتقل ہوئی، اور ان کے بعد جناب عبدالمطلبؑ کے ذریعہ قرار پائے۔

جناب عبد المطلب کے بعد جب حضرت ابوطالبؑ خانہ کعبہ کے منتقل ہوئے تو آپ نے ماجیوں کے لئے مہبت سے پیانے پر پانی کا انتظام کیا، ہر اس شاہراہ پر جو مکہ منکر کی طرف مہتی ہوتی تھی بڑے بڑے حوض بنوائے تاکہ موسمِ حج اور اس کے علاوہ بھی مکہ منکر آسندہ والوں کو پانی کی کمی کا احساس نہ ہو۔

عرفات و مشرفہرام میں بھی آپ نے خصوصی پیانے پر پانی کی سبیلیں رکھوائیں جس کی وجہ سے آپ کو ساقی، پانی پلانے والا کہا جانے لگا۔
تورقین نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

حضرت ابوطالبؑ کو تھکان کو تمام تک میٹھا اور خوشگوار پانی پہنچانے کی اذیتوں ٹکڑی کر آپ اس کے لئے خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

تھکان کو رام کے لئے مکہ منکر سے عرفات کے میدان میں جو پانی پہنچایا جاتا تھا اگر آپ نے کسی عموں کو لیا کہ یہ تمہارا ہے، مخالف ہے، اول سے یہ تمہارا بنانے کے لئے مخالف خصوصی ذلت استعمال کرتے تھے۔

جب ستانی کا منصب، امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ کو ملا تو آپ نے اسے باج و عروج تک پہنچادیا۔

جب دوسروں کے فرضی اس راہ میں پست اور قدمِ حق تعالیٰ سے ہونے نظر آئے تو ایسے حواسِ حلوں پر بھی آپ نے ستانی کا فرضیہ انجام دیا۔

جس کی ایک مثال جنگِ بدر میں اس وقت نظر آئی جب لڑائیوں پر پیاس کا شدید ظہور ہی تھا، لیکن قریش کی دہشت اور خوف کی وجہ سے لوگوں کی حالت یہ تھی کہ حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر کے باوجود پانی فراہم کرنے کے لئے اپنی جگہ سے جنبش کرنے پر آمادہ نہ تھے۔

اس وقت مولائے کائنات امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام، حضور اکرمؐ کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے چشمہ آبِ تک پہنچ گئے اور مسلمانوں کو سیراب کیا۔
(مناقب ابن شہر آشوب، ج 1، ص 104)



آپ کی ستانی کا ایک اور منظرنگ صغیر کے موقع پر دیکھنے ہی آیا، جب آپ کے لشکر کے پہنچنے سے قبل امیر شام کے لشکر نے گھاٹ پر قبضہ کر لیا تھا اور کسی طرح بھی نہ لوگ جناب امیرؑ کے لشکر کو پانی دینے پر آمادہ نہ تھے۔

جب آپ کے لشکر کے سپاہیوں پر پیاس کی شدت ہوئی تو آپ نے مصر میں موصان، اور شیبث بن ربیع کے ذریعہ امیر شام کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ:

مخلد بن عمرو نے پانی پر اپنی ساری مخلوق کو حق دیا ہے اسلئے تم لوگ گھاٹ گیسرہ بٹاؤ۔ لیکن امیر شام کی طرف سے جواب آیا کہ تمہارے لشکر کو ایک قطرو آب بھی نہ ملے گی۔ میں کے بعد لاہ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ زور طاقت، پانی حاصل کریں۔ کپ کے حکم کے مطابق مالک شہتر اور ان کی فوج نے ایسا زبردست عمل کیا کہ شاہیوں کے قدم اکڑ گئے اور آپ کے سپاہیوں نے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔

لیکن اس کے بعد امیر شام کے لشکر نے کپے پانی لگھا تو آپ نے اپنے جانا باندوں کو حکم دیا کہ دشمن کے لوگوں کو پانی سے نہ بھکا جائے۔ (استقلہ الامم، ج 1، ص 104) جب قریشی ہاشم حضرت حمانؑ حمار کو اپنے پیو بند گوار کی جانشینی میں جہاں حمار لڑی کا منصب ملا، وہیں ستانی بھی آپ کے عقیدے میں آئی، خاص طور سے جب ہاشم کو حضرت امام حسینؑ علیہ السلام اپنے اہل خانہ، اہل و عیال اور اہل و عیال کے ساتھ کربلا کی مہزمین پر روانہ ہوئے تو خیرام صغیر تک پانی پہنچا، آپ ہی کے ذمہ تھا، یہاں تک کہ ماشوم کے دن اس روز میں آپ کے دونوں ہاتھ کھ پورے اور شہادت واقع ہوئی۔

میں علم اور حضرت عباس

علم انسانی زندگی کا وہ شرف ہے کہ جب تک کون دیکھنے سے انسان
قول کو پیدا کیا، تو اس کے سر پر جو تاج نکلا، وہ علم کا تاج تھا۔

ارشادِ قدرت ہے:

وَجَعَلْنَا آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

اور خدا نے آدم کو تمام کا علم عطا کیا

(سورہ البقرہ آیت ۳۱)

جس کے ذیل میں، جدید ماہر کے بعض ماہر باپ بیس نے لکھا ہے:

اسلام سے مراد سمیت کے نام اور ان کے خواص و خواہر کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ
نے اہل اہم کے ذریعے سے حضرت آدم کو سکھلایا، پھر جب ان سے کہا
گیا:

آدم، ان کے نام بتاؤ۔

تو انہوں نے فوراً سب کہیں کہ دیا، بیک وقت بیان نہ کر سکے

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک تو فرشتوں پر کلمتِ قرآن میں آدم و احوال کوئی دوسرے
یکہ دنیا کا نظام چلانے کے لیے علم کی اہمیت و فضیلت بیان فرمادی۔

جب یہ حکمت و اہمیت علم فرشتوں پر واضح ہوئی تو انہوں نے اپنے قصور و علم
فہم کا اعتراف کر لیا۔



تہذیب و تمدن کی بنیاد علم ہے۔ (مختصر ۱۰)

اور خالق و درجہاں نے تو اس بات کی بھی تصریح فرمادی ہے کہ اس نے آیات کی
تفصیل و تشریح تو صرف ماہر ماہر علم کے لئے کی ہے۔

ارشادِ قدرت ہے:

كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

ہم اسی طرح آیتوں کو، علم رکھنے والوں کے لئے تفصیل سے بیان

کرتے ہیں)

سورہ سجادہ (اعراف آیت ۳۲)

۵

کیونکہ علم بظاہر میں اس قدر شرف و منزلت کا حامل ہے کہ مالکِ دو جہاں
نے اپنے محبوب و خیر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہی
کے ذریعے سے جو کلام بتلایا اس کی پہلی آیت:
اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (اپنے پروردگار کے نام سے پڑھو جو
پیدا کیا)۔ ہے۔

اور اس آیت کا پہلا فقرہ: اِقْرَأْ ہے جو پڑھنے کی تاکید اور علم کی ترغیب ہے
رہا ہے۔

۶

اور سورہ مالک میں جو نعتِ الہیہ کے ذکر سے پہلے سورہ ہے اور جسے حضرت
لام بن مرثد بن علیہ السلام نے فردوس القرآن قرار دیا ہے اس میں خالقِ کائنات نے
اپنی نعت کا تعارف ہی علم ہی کے حوالے سے فرمایا:

ارشادِ قدرت ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ (وہ ہے جس نے)

۵۹

۵۸

حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے شاگرد تھے۔

دوسرا مکتبہ فکر ۱۲ شامیہ کہ ہے جو ابوالحسن اشعری کی طرف منسوب ہے جو ابوالحسن
کے شاگرد تھے اور ابوالحسن جہانی خود معتزلہ کے مشائخ میں سے ہیں جناب امیر کے
شاگرد ہیں اس طرح یہ مکتبہ فکر بھی مادہ ہاگر حضرت امیر المؤمنین کے خوش چہرے میں
قرار پایا۔

اور معتزلہ کے علماء سے انامیہ اور زیدیہ مکتبہ فکر کا تو جناب امیر کی طرف منسوب ہونا
بالکل ہی واضح ہے کیونکہ یہ ایک تمام معتزلہ احوال میں آپ ہی سے وابستہ ہیں
اس طرح فقہ کے باب میں جتنے بزرگان ملت تسلیم کئے جاتے ہیں وہ سب
آپ کے شاگردوں کے شاگرد اور آپ کی اولاد طاہرین کے سامنے ڈالوئے ادب
تذکرہ والے تھے۔

اسلامی علوم میں دسبے بڑا دھبہ تفسیر قرآن کا ہے اور یہ علم بھی حضرت علی کی
حاصل کیا گیا ہے جو خاص تفسیر کی کتابیں دیکھے آئے سنانی سے اس دوسرے کی صحت
معلوم ہو جائے گی کیونکہ تفسیر کے مطالب زیادہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام
اور جناب عبداللہ بن عباس ہی سے منقول ہیں اور جناب عبداللہ بن عباس تو جناب امیر
ہی کے مشہور شاگرد ہیں۔ لوگوں نے ایک دفعہ پوچھا تھا کہ حضرت علی کے مقابلے میں
آپ کا علم کتنا ہے؟ تو کہا کہ: جتنا ایک کھروڑ فقہ کے مقابلے میں ایک چھوٹا سا قطرہ
ہو سکتا ہے۔



حضرت عباس علیہ السلام جو جناب امیر کی خاص متنا کے نتیجے میں علی آرنقوں
کا مدعا میں کر دیا میں تشریف لائے، مستحکم کے بھی نامہ لائے۔

چنانچہ اور باب تاریخ نے آپ کے علم کے بارے میں معصومین علیہم السلام
کے لئے اپنی حدیثیں تھیں

لایہ بسلا نقل کیا ہے کہ:

إِنَّ هُنَا مِنْ حَبِيبِي شَرَفًا

(حضرت عباس علیہ السلام) امیر علی (رضی اللہ عنہما) کو علم اس ادا سے یاد کیا
جیسے پرندہ اپنے بچے کو داند دیتا ہے)۔

۵

اس فقرہ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے سمجھو:

حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے خود اپنے بارے میں
یہ جملہ فرمایا تھا کہ:

رَبِّي رَسُولُ اللَّهِ مَنْ قُلَّ

واللہ کے رسول نے مجھے (علم) اس طریقہ سے عطا فرمایا جیسے پرندہ
اپنے بچے کو داند دیتا ہے)

۶

پرندہ جب اپنے بچے کو داند دیتا ہے تو اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جیسا
داند وہ چھوڑے بیابان یا گلشن و چمنستان سے اٹھا لے دیا ہی اپنے بچے کے
سپر د کر دیتا ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ سے جو علم لیتے گئے وہ امیر المؤمنین
حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو عطا فرماتے تھے۔

۷

اور یہ کیفیت اور باب تاریخ نے حضرت عباس علیہ السلام کی بھی بیان کی ہے اور یہاں
تو صورت حال یہ ہے کہ زندگی کے ابتدائی ۱۳ سال تک اپنے پیر علیہ السلام سے علم

۵۵۔ اسرار النبوة صفحہ ۲۲۳

وَخَلَّ عُنُقَهُ مِنَ بَسَاطِي يَفْقَهُوا قَوْلِي
(اور میری زبان کی گہرے گھول سے تاکر یہ لوگ میری بات پہنچیں)
(سورہ مبارکہ طہ آیت ۲۵)



(۱۲)۔ خالق کائنات نے وضاحت فرمائی ہے کہ کائنات میں بتی بھی چیزیں ہیں وہ خستہ دو جہاں کی عمد و ثنا کرتی ہیں، لیکن لوگ اسے کچھ نہیں پاتے۔ اس لفظ گھنے کو فقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ارشادِ قدرت ہے:
وَأَنَّ مِنَ شَيْءٍ مِنَ الْبَاطِنِ يَخْفَىٰ عَلَىٰ عَظْمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَانَ مُؤْتَمِرًا مَّا يُرَىٰ مِنْ هَاهُنَا وَلَا يَحْصُرُهُمْ فِيهَا رَبٌّ لَّهُ الْغَيْبُ وَيَعْلَمُ الْحَدِيثَ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَبِالْبَاطِنِ هُمْ ضَالُّونَ
(سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۷)



(۱۳)۔ جنابِ ذوالقرنین کے تذکرہ میں ہے کہ جب وہ دنیا کا سفر کرتے ہوئے کاکیشیا اور ترکمانستان وغیرہ کے علاقوں میں پہنچے تو وہاں ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی جو بات نہیں سمجھتے تھے۔

اور بات نہ سمجھنے کے لئے ہی لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ:
لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا (وہ بات سمجھنے کے قریب بھی نہ تھے)
(سورہ کہف آیت ۱۷)



(۱۴)۔ جنابِ شیث تبلیغ دین کیلئے اٹھے اور لوگوں کو خدا کے واحد کی بات

دی تو ان کی بدعت قوم نے اُن کو ہی جواب دیا کہ آپ کی باتیں ہماری کجی نہیں آئیں، اور کہہ کیلئے لفظ فقہ استعمال کیا گیا ہے، قرآن مجید میں ان لوگوں کے قول کی ترجمانی کرتے ہوئے قدرت نے ارشاد فرمایا ہے:

تَالُوْنَا يَا شُعَيْبُ مَا فَتَنَّاكَ مِنَّا فَتْنًا أَلَّا يَمَّا تَقُولُ

اُن لوگوں نے کہا، اے شیث! آپ جو کہتے ہیں ان میں سے زیادہ تر باتیں ہماری کجی میں نہیں آتی ہیں)

(سورہ صافات آیت ۱۰)



وہ خالقِ دو جہاں نے آیات کے ذریعہ لوگوں کی قدامت کا تصور یہ قرار دیا گیا ہے کہ لوگ کچھ بوجھ کے کام میں اس کچھ بوجھ کیلئے لفظ فقہ استعمال کیا گیا ہے

كَلَّمَكَ الْاَنْبِيَاءُ مِن قَبْلِكَ
(یقیناً ہم نے انہیں کو تم سے پہلے بیان کر دیا ہے ان لوگوں کیلئے وہ نام و فرستے کام لیتے ہیں)

(سورہ القصص آیت ۲۸)



اسی طرح قرآن مجید کی ۱۸-۱۹ آیتوں میں لفظ 'فقہ' کچھ بوجھ اور فہم و فراست ہی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

البتہ جب اسلام کے مختلف شعبوں کا ذکر ہوتا ہے تو اصطلاح کے اعتبار سے 'علم فقہ' اس علم کو کہا جاتا ہے جس میں دین کے احکام کی گفتگو ہوتی ہے ان میں خاص طور پر دین کے احکام میں بہت یا بالکل جدید و کجی اور فہم و فراست حال

کی ہو، اسے فقیر کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ سرکارِ شہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بچپن کے دوست اور بلائے سحلی کے عظیم المرتبت ماجدِ جالبِ سبب ابنِ کثیرؒ کو خط لکھا، تو انہیں اس منقذ سے یاد فرمایا کہ:

«الرَّحْبَلُ الْفَقِيرُ»

یہ بات تو روافی ہے کہ دین کے احکام کی اتنی مقدار لیکنناہر انسان پر واجب ہے جو کچھ لہریر سے صحابی جملوات کو رہی اس کے اور فراتر بندگی نکلا کر سکے۔
البتہ دین کے احکام میں اتنی جہالت اور اس قدر فہم فرست سہل کرنا کہ وہ تبلیغِ کلام کے فراتر ادا کرنے کے قابل ہو جائے ہر شخص پر واجب نہیں قلوب دیا گیا بلکہ اسے واجب کفائی قرار دیتے ہوئے ہر قوم قبیلے کے کچھ افراد پر لازمی قرار دیا گیا، تاکہ سائرے کی دینی ضروریات پوری ہو سکیں۔

چنانچہ ارشادِ قدرت ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا فَاَلاَ يُفِرُوا مِمَّنْ جَاءَ فِيهِمْ مِّنْهُم
طَائِفَةٌ لِّيَتَكَلَّمُوا فِي اللّٰوْنِ لِيُنذِرُوا وَاَوْعَوْهُمْ اِذَا رَجَعُوا اِلَيْهِمْ فَاَلَا تَفْقَهُمْ

اور تمام مومنین کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب نکل کھڑے ہوں
تو ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ہر جماعت میں سے کچھ لوگ فراتر کریں تاکہ دین میں
فہم فرست سہل کریں اور جب واپس جائیں تو اپنی قوم کو متنبہ کریں،
ہو سکتا ہے کہ لوگ پرہیز کریں

(سورۃ التوبہ آیت ۱۲۲)

جس کے ذیل میں اربابِ تفسیر نے لکھا ہے کہ
اس میں شک نہیں کہ تفتقہ فی الدین، دین میں فہم و بصیرت۔
سے مراد، تمام اسلامی مصلحت و احکام کا حصول ہے، چاہے ان کا تعلق
اصول دین سے ہو یا فروع دین سے، کیونکہ تفتقہ کے مفہوم میں یہ
تعمیر اور شامل ہیں۔

لہذا اندر جو بلا آیت اس باب پر واضح دلیل ہے کہ
مسلمانوں میں سے ایک گروہ پیشہ واجب کفائی انجام دینے کے لئے،
تمام مسائل میں تحصیلِ علم کرے، اور فروع کا تحصیل ہونے کے بعد اسلامی
احکام کی تبلیغ کے لئے مختلف علاقوں کی طرف جائے، خصوصاً اپنی قوم
اور اپنی جمیعت کی طرف آئے، لہذا اسے اسلامی مسائل سے روشناس
کراتے۔

ایک اور اہم مسئلہ ہجرت کی روشنی میں معلوم کیا جاسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ:
اسلام کی نظر میں تعلیم و تعلم کا ایک خاص احترام اور اہمیت ہے، یہاں تک
اسلام، مسلمانوں پر لازمی قرار دیتا ہے کہ معارفِ اسلام کے لئے (تعلیم) تک

قہر تہی ہاشم، علم و ہدایتی حضرت عباس کی صفت شجاعت و وفاداری سے تو
ہر خاص و عام واقف ہے۔

لیکن شاید بہت کم لوگوں کو یہ بلیت معلوم ہوگی کہ حضرت عباس علیہ السلام
جس طرح شجاعت و ہدایت مروی ہیں اپنے باپ کے جانشین تھے اسی طرح علم
اور فہم کی ذمہ داری بھی ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

علمائے رجال کی شہادت

علماء رجال - یعنی وہ علم سب میں راویوں کی سند میں تختہ کی جاتی ہے کہ
 کون سا راوی صادق اللہ تھا کون اس سے مختلف -
 کون سا راوی موثق ہے اور کون سا غیر موثق -
 کس راوی کا حافظہ قابل اعتماد ہے اور کس راوی کا حافظہ ناقابل اعتماد -
 گویا یہ مسائلوں کی چھان بینک اور بحث و تمحیص سے متعلق علم ہے۔

ہر ایک کو کسی روایت کو قبول کرنے سے پہلے میں یہ بنیادی بات ہے کہ اس کو
 بیان کرنے والا شخص تھا اور قابل اعتماد ہے اس لئے ملکہ و تحقیق نہرہ دینا اس
 فن میں تعدد و کثرت میں تصنیف کی ہیں۔
 برادرین اہلسنت کے ہیں:

الاستیعاب فی معرفۃ اصحاب - اثر الاصحاب - وغیرہ مکتوب
 کتابیں اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

اہل سے بلند مرتبہ علماء نے کوام نے بھی اس موضوع پر بہت زیادہ محنت
 کی ہے اور پوری چھان بین کر کے کن راویوں کے حالات قلمبند کئے ہیں جنہوں نے
 حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی احادیث کو ہم تک پہنچانے کا فریضہ انجام
 دیا ہے۔

اس سلسلہ میں علامہ حلی - اور علامہ باقری کی تصنیفات سند کی حیثیت سے

پہنچا ہے ہمارے ایک ممتاز عالم دین مرحوم وقت امت اللہ ما عافی علیہ الرحمۃ نے
 جو علم رجال کے لحاظ سے بہت بلند مرتبہ پر فائز ہیں حضرت عباس علیہ السلام کے
 بارے میں لکھا ہے کہ:

قد سئل عن ثقاہ اولاد الامیر

(حضرت عباس علیہ السلام کے خیر اولاد میں سے تھے)۔

والا کیلئے دیکھئے

توقیع المقال باب العین - ص ۱۱۱ - سید راویان

علمائے رجال کی سند کا خوب کہا ہے:

ہر پانچویں ہاتھ کے ہر ایک کی حالت کیا کیجئے
 مانو کہ سبھی ہاتھ گرہ اپنی زیادہ کھلا میں گئے

جب ہر گئے تو کس کا قلم بھی ہے فقیر ام
 یعنی کہ ہے پور بھی وہ لہر نہ تو سلم و کلا کی گئے

آپ کی عبادت



ارباب تاریخ دہریت کا بیان ہے کہ:
 قرینی ہاشم حضرت ابوالفضلؑ علیہ السلام اپنے ابو اجد کی طرح
 ابتدائی عبادت گزار اور مخلص رہے۔ کئی سال تک وہ اپنے والد سے
 کون نہیں جانتا کہ آپ کے پیر بزرگ کون سے تھے۔ کائنات امیر المؤمنین حضرت
 علی بن ابی طالبؑ عبادت کے تہاگ و ولہادین میں اپنی نظیر آپ
 تھے، میدان کلمہ میں اس کے شعلہ باری کی نون کو اپنے خانق سے رازدنیانہ
 مناجات سے کبھی بلند رکھ سکی بلکہ چورت کی پروردگار سے ہونا زیادہ چاہتے تھے۔
 ابو دوداد کہتے ہیں کہ:

میں نے اندھیری رات میں امام علیہ السلام کی مناجات سنی، جس تک آواز
 دہی ہو گئی، اس کے بعد سیر کوئی مس و حرکت مسوس نہیں ہوئی۔ میں کھانک کر
 سو گئے ہیں، نماز کے پھیلے بگاڑوں، قریب آیا تو دیکھا کہ گویا کڑی کا ایک تختہ
 پڑا ہوا ہے۔ میں نے شانہ ہلایا، کوئی حرکت نہ پائی تو میں بھماکہ وفات
 ہو گئی۔

دوڑا جہان کے گھر آیا کہ متعلقین کو اس مسامحہ کی خبر کھردوں۔
 ان لوگوں کو جب اس کی اطلاع دی تو انہوں نے بتایا کہ،
 خوف خدا سے ان پر اسی طرح کی کیفیت جاری ہو جاتی ہے۔
 وہ لوگ آتے اور امام کے چہرے پر پانی چھڑکا، آپ بیلہ ہو گئے۔

رکتی ہیں اور مجدد ماضی میں آتے تھے تیرا ہوا تمام انورانی حلیہ و کی مشہور و معروف
 تصنیف "معجم الارباب"۔

بس کی، ہر جلد میں آپ کی زندگی میں ہی چھپ کر منظر عام پر آچکی تھیں۔ جس
 میں آپ نے ہر فرد کے دل میں صوفی کے لگتے ہوئے تھے، تحقیق اور شہرہ و بستا کے ساتھ
 قلب بند فرمایا ہے۔



ان حالات و حال نے سبھی، قرینی ہاشم، علوی و مینوی حضرت جہاں کے علاؤ زندگی
 تحریر کرتے ہوئے نہایت شاندار الفاظ میں انہیں خزانہ حسین پیش کیا ہے۔
 "تفہیم الکمال" جو اس فن کی سب سے بہتر اور سب سے زیادہ مستند کتاب
 قرار دی گئی ہے، اس کے مؤلف نے آپ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ:
 كَانَ عَدْلًا رَافِقًا نَقِيًّا نَفْسًا...

حضرت تمہاں علیہ السلام عادل، نڈر، متقی، پرہیزگار، شریف، طہیت اور پاک
 صورت، شخصیت کے مالک تھے۔

رواۃ تاریخیہ، ج ۱، صفحہ ۱۰۰ (اصحیہ ایران)



خدا گواہ وہی کر بلا کہ ہے فارغ
 کہ جس کے ہم کھڑے ہیں علیہ السلام
 علم میں مشک کی بوی، پاک علامت ہے
 چاکے سے ساتھ چینی کی یاد ہے بیم



میں درود تھا امام علیہ السلام نے دیکھے دوتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:
 'ابودرداء - تمہارا کیا حال ہو گا روز قیامت جب... (پہلوں کو) حساب
 کیجئے بلایا ہائے گات۔

حضرت جاس علیہ السلام اپنے پیر بزرگوں کی طرح بہت زیادہ عبادت کرتے
 یہاں تک کہ کثرتِ عبادت کی بنا پر پیشانی پر واضح نشان پڑ گیا تھا۔

چنانچہ اربابِ تاریخ کا بیان ہے کہ،
 کات بآن حینئہ اشق اش جودہ یکتو قرۃ خادۃ الملک المسلماء۔
 نداء نوحہ عالم کی بلگلا میں کثرت سے عبادت کرنے کی وجہ سے آپ کی پیشانی
 اقدس پر سب سے بڑا نشان عروشاں مستانہ

اس روایت میں لفظ 'اشرق' موجود ہے۔ کسی اہمیت رکھتا ہے اس کی اذکار
 اس بات سے کیجئے کہ قرآن مجید میں خالقِ دو جہاں نے حضرت رسول خدا کے سچے
 جانوروں اور صاحبِ ایمان و تقویٰ حقیقت مندوں کی توصیف ان ہی الفاظ
 میں کی ہے کہ:

یوما ھم فی وجوہہم بن آشرف المشجور۔
 دن کا نشان ان کے چہروں پر سمجھوں گے اشراف
 سورۃ شمس ۱۰۱

جس کی تشریح کرتے ہوئے اربابِ تفسیر نے لکھا ہے کہ:

یومئذ یشرفونہم کما یشرفونہم فی کل ما کانوا یشرفونہم۔
 (مشکوٰۃ مشرقیہ، ص ۱۰۱)۔

'میں' اصل میں علامتِ وحدانیت کے معنی میں ہے چاہے یہ علامت چہرے
 میں ہو یا بدن کے کسی دوسری جگہ، اگرچہ روز قیامت کے استعمال میں چہرے کی ظاہری
 وضع کیجئے بلایا جاتا ہے۔

دوسرے نظروں میں اس بات کو یوں کہا جا سکتا ہے کہ،
 ان کا قیام، اچھی طرح سے اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ خدا کے حق قانون
 اور عدالت کے سامنے ایک خضوع و خشوع و سلسلان ہیں۔ نہ صرف ان کے
 چہرے میں، بلکہ ان کے سارے (جوڑا اور زندگی میں یہ علامت عکس ہوتی ہے۔
 جس مفسرین نے اگرچہ اس کی تفسیر پیشانی پر سب سے بڑے کے ظاہری اثر یا سب سے بڑے
 کی مٹی کے اثر سے کی ہے، لیکن ظاہر آیت اس زیادہ وسیع مفہوم رکھتی ہے، یہ ان
 مردانِ خدا کے چہروں کی مکمل تصویر کشی کرتی ہے۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آیت قیامت میں ان کے سب سے بڑے کے طرف
 اشارہ ہے، اگر ان کی پیشانی (روز قیامت) چوڑھیوں کے چاند کی طرح چمکی
 اہل بیت مکن ہے کہ، قیامت میں ان کی پیشانی اسی (مشان و شوکت) کی ہو
 لیکن آیت دنیاوی زندگی میں ان کی ظاہری وضع و کیفیت کی خبر دے
 رہی ہے۔

ایک حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ،
 آپ نے اس جملہ کی تفسیر میں فرمایا:
 ھو الشرف فی المشاۃ۔ اس سے مراد ات کو ناز پڑنے
 کیلئے بیدار ہونا ہے، جبکہ آملوں کے وقت ان کے چہروں سے ناز پڑے۔

۱۰۱۔ مشکوٰۃ مشرقیہ، ص ۱۰۱۔
 روحنا اراخلین علیہم حقیرنا انھن بلو صلوۃ، یومئذ یشرفونہم کما یشرفونہم فی کل ما کانوا یشرفونہم (۱۰۱)

اور لیکن طوری پر یہ ملت ثابت ہے کہ شب عاشور حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے باؤنا ساتھیوں سے نکلنا حضور و شہداء کے ساتھ اپوری رات جو جہالت الہی میں گزارا اس کے سلسلہ میں اہل جہالت مان کر نے کافر فیہ حضرت عباس علیہ السلام ہی نے انجام دیا تھا جیسا کہ ہم اس کے سلسلہ میں ایک متل باپ پسند کریں گے۔
 اہل امام علیہ السلام کے فرمان، حضرت عروہ بن مسعود (نماز کھینچنے والے نبی کو پیدا رہے)۔ کے بارے میں ہم اس بزرگ قرآن مجید کی نیک اور آیت سے بھی استنباط کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ارشاد قدرت ہے:

كَلَّمَا قَلِيلًا مِنَ النَّبِيِّ لَمَّا تَجْعَلُونَ وَيَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كَلِّفْنَاكَ الْغَنَاءَ
 (وہ لوگ اللہ کو بہت کم مورتے تھے اور اس کے وقت طلب مغزرت کرتے تھے)

(سورہ انفال آیات ۱۸، ۱۹)

ہمیں کے ذیل میں مفسرین نے لکھا ہے کہ:

... وہ اپنی باتوں کا زیادہ حصہ خداوند عزوجل کی جہالت میں گزارتے تھے اور کم مورتے تھے۔

یہ قول بولواہر ان اہلسنت کے بزرگان میں سے، ابن جریر، اصف بن قیس اور ابن شہاب زہری کلاہی، ہے اور عبد کے مفسرین و مترجمین نے اسی کو ترجیح دی ہے اور آیت کے الفاظ اور بروق عمل کے لحاظ سے یہ تفسیر زیادہ مناسبت رکھتی نظر آتی ہے۔

ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ:

رات کا اچھا خاصہ حصہ جہالت الہی میں صرف کر دیتے تھے اور ہماری پچھلے پہلوں اپنے ریسے حضور بانی مانگتے تھے کہ آپ کی زندگی کا جو حق ہم پر تھا اس کے لاکھونے میں تقسیم ہوئی۔

ہم یستغفرون : کے الفاظ میں ایک اشارہ اس بات کی طرف بھی نکلتا ہے کہ

یہ بدشگونی ہی خاصا ابن خدا کو دیا تھی، وہی اس شان وجودت کے اہل تھے کہ اپنے ذہن کی زندگی میں جہان بھی بنا لیں اور سہراں پر بٹولنے اور اپنی نیکی پر فخر کرنے کے بجائے، گڑ بگڑا اپنی کوتاہیوں کی معافی بھی مانگیں۔

باضاع و بجز:

آخر شب میں جب افلوں کی آنکھیں نیند میں ہتی ہیں اور احوال ہر لحاظ سے پرسکون ہوتا ہے، فوری زندگی کا شور و غل خاموش ہوتا ہے اور احوال جوانان کی فکر کو اپنی طرف مشغول رکھتے ہیں، سب خاموش ہوں، یہ لوگ اظہر کھڑے ہوتے ہیں اور باگاہ خلونہی میں حاضر ہوتے ہیں، اور اس کے حضور میں راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ استغفار کرتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کا نظریہ ہے کہ:

”پہلے استغفار سے مراد وہی ملاشب مراد ہے، اس بنا پر کہ نماز و تراویح استغفار پر مشتمل ہے۔“

”استغفار“ معنی (بروزن بپس) کی بمعنی ہے اصل میں پوشیدہ اور چھپا ہونے کے معنی میں ہے اور چونکہ رات کی آخری گھنٹوں میں ایک خاص قسم

کے تقسیم استغفار آن بولہ۔ صفحہ ۱۶۱

کی پوشیدگی ہر چیز پر پھائی ہوئی ہوتی ہے لہذا اس کا نام سوراخ کیا ہے
 فقط "سوز" (بروزن شمر کی ایسی ہی چیز کو کہا جاتا ہے جو ستاق کے پہرے
 کو ڈھانپ دے) یا اس کے سوا دوسروں سے پوشیدہ ہیں۔
 تفسیر و مشورہ، ایک روایت میں وارد ہے کہ،

حضرت رسول خدا نے فرمایا،

إِنَّ أَخْرَافِيْنَ فِي مَشْرِئِيْكُمْ أَخْبِيْ إِلَى مِنْ أَوْلِيَاءِهِمْ لَأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ:

وَمَا لَكُمْ مَخْفِيْنَ عَلَيْهِمْ لَيْسَتْ تَخْفِيْنَ عَنْهُ -

رات کا آخری حصہ، تہجد (نہا شب) کے لئے میرے نزدیک

زیادہ محبوب ہے، اس کے لئے سے کہو نہ کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ،

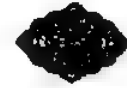
پھر سوز گد لوگ، سحر کے اوقات میں استغفار کرتے ہیں،

ایک دوسری حدیث میں امام غزالی علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

كَانُوا يَسْتَشْفِرُونَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْوُجُوهِ فِي الْمَسْجِدِ.

(پہنچتی نیکو کلمہ، سحر کے وقت، تلاوت میں ستر مرتبہ خداوند عالم

کی بارگاہ میں استغفار کرتے تھے)۔



قوت ایمانی اور بصیرت

قوت ایمانی: کے ساتھ بصیرت کی کمالیت ہے۔ جب اس کا اعلان اس
 بات سے ہو گیا ہے کہ،

پند و گلہ عالم نے اپنے حبیب خاص، خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ

تپ اعلان فرمادے کہ میں شیخ دین احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے
 رہا ہوں وہ اس بصیرت کے ساتھ ہے کہ اللہ میرا اتنا کرنے والے ہیں اور میں اس سے
 کما حقہ ہوں۔

چنانچہ ارشاد تو یہ ہے،

قُلْ طِبِّئْتُ بِسَبِيْلِيْ، اَوْ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللَّهَ، عَلِيْ تَعْبُدُوْهُ الْاَلْوَانِ اَتَّبَعُوْا

وَمَبْعَثْنَا رَحْمَةً مَّا اَنَابْتِ الْمَشْرِكِيْنَ -

کہہ دیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے۔

میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں بصیرت کے ساتھ،

میں کسی اللہ نہ ہوں جو میرا یہ سزاوار ہے۔

پاک اللہ بے نیاز ہے اللہ۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں،

(سورۃ یوسف آیت ۱۰۰)

یہ بھی اللہ میرا پروردگار ہے۔ ہمیں کی تشریح کہتے ہیں کہ یہ تفسیر نے
 لکھا ہے کہ،

قَالَ بَيْهَقِي عُلِّيٌّ - "أَوَّلُ مَنْ ابْتَدَعَ عَلَى رَيْبِئِيٍّ وَالْمُشْبِذِيِّ لَهٗ
 وَبِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ بَيْتِ اللَّهِ وَجَعَلَ."

(فرمایا کہ) اس سے مراد علیؑ علیہ السلام ہیں جنہوں نے سب سے پہلے
 حضورؐ کی پیروی کی، ان پر ایمان لائے، ان کی تصدیق کی، اور جو کچا تھوڑا
 خداوندِ عالم کی طرف سے پیش کیا اسے اس سے پہلے تسلیم کیا،

ملاحظہ فرمائیے، تفسیر الطحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۱،
 جَمْعٌ لَمْ يَشْرِكْ بِهٖ لَقَدْ وَكَّمْ يَلْمِسُ وَيَمْلِكُ بِالْمَلَمِ
 (جنہوں نے کسی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیا اور
 ان کے ایمان کے ساتھ کسی قسم کے ظلم کا کوئی شائبہ تھا)

(۱۰ : ۱۰۱۰)

اور صاحبِ فصل الخطاب نے لکھا ہے کہ:

"سب طرح دوسرے عقائد پر پہلے من اتبعك (آپ کی پیروی کرنے والے)
 آیا ہے، اس کی تفسیر فرود آمل ہونے کے لحاظ سے حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ علیہ السلام
 کے ساتھ ہوتی ہے، اسی طرح یہاں بھی رسولؐ کی ربانی جہاد شروع ہو ہے،

ومن اتبعني (اور جو میری پیروی کرنے والا ہے)

اس کے سبھی معیاری معیار جناب امیرِ امدان کے بعد اپنے اپنے دور
 کے تمام مصروفین تھے۔"



قریبی حاشیہ حضرت عباسؑ علیہ السلام کی توجیہ اور بصیرت کے
 بارے میں امام ششم حضرت مخدوم صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

۱۰۱۰۔ تفسیر فصل الخطاب، جلد ۲ صفحہ ۲۶۳۔

كُنْ مِمَّا لَمْ يَأْمُرْ بِهُنَّ بِيْنَ بِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاقْتَدِ الْبَصِيرَةَ
 حَلْبُ الْوَيْلَانِ .

(پہلے چاہا، حضرت) عباسؑ بن علیؑ علیہ السلام بہت گہری بصیرت
 اور مضبوط ایمان کے مالک تھے،

اس جہادت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ کشوری نے لکھا ہے کہ:
 قَامُوا وَبَنَادُوا الْبَصِيرَةَ لِأَنَّهُ كَانَ مُمَيِّزًا بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ
 مِنَ الْأُمُورِ الْإِسْتِقْرَافِيَّةِ .

حضرت عباسؑ کے گہری بصیرت رکھنے والے کا مطلب یہ ہے کہ
 آپؑ متخلفی معاملات میں حق و باطل کے درمیان خطا امتیاز قائم
 کرنے والے تھے)

امام علیؑ علیہ السلام نے اسی کو لفظ صلب الایمان (مضبوط ایمان والے سے
 یاد فرمایا ہے۔

وَهُوَ تَبَيُّهُ كَرِيهَةً فَاقْتَدِ الْبَصِيرَةَ . فَانَّهُ مِمَّا لَمْ يَأْمُرْ بِهٖ
 فِي الْمَعْرِفَةِ إِلَّا لِهَيْبَةٍ فَلَا مَخَالَةَ يَنْكَشِفُ جَنَّةً فَالْحَقُّ الْوَالْبَصِيرَةُ

(حقیقت گہری بصیرت کا نوجوان ایمان کی چنگی ہے، کیونکہ جو شخص
 معرفتِ الہیہ میں مسلسل غمزدگ کر رہا ہے، اس کی ایمانی حقائق لازمی طور پر
 خشک ہوتے رہیں گے، جو یقین صلب میں اضافہ کا باعث نہیں گے)

اس کے بعد علامہ کشوری لکھتے ہیں کہ:

فَبِهِ بَيْتُهُ عُلِّيٌّ كُنْبُ الْعُقْبَانِ فَابْتِزَّاجًا عَلِيٌّ دَرَجَةُ الْمَعْرِفَةِ
 وَالْعُقْبَانِ .

۱۰۱۰۔ عمدة الطالب، صفحہ ۲۲۲، مناقب علیؑ بن ابی طالبؑ

یہ اس بات کی کئی دلیلیں ہیں کہ حضرت عباس علیہ السلام صرف
 اور صل کے اہل مدارج پر فائز تھے، تاکہ
 بقول شاعر:

مٹی کا لڑتے ہو گونا گویا کی ہاں عباس
 وفا کا لہر ہمت تک بہاں عباس
 علم حسین نے اور شک و فی کبیر نے
 نصیحتیں کے میں ایک ہو کر اں عباس



آپ کی شجاعت

شجاعت و جوانمردی انسانی زندگی کے نہایت اہم فضائل و محاسن میں سے
 ہے جسے قرآن مجید نے اس قدر اہمیت دی ہے کہ ہر ایک قوم نے اپنے زاد کے
 پیغمبر سے یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے لئے قدرت کی طرف سے کسی ہو کر ان کا قاتلین کو اور دیکھے
 تو جس شخص کو پر ہنگام عالم نے اس عظیم منصب کے لئے منتخب کیا اس کا بنیادی و
 علم و شجاعت کو قرار دیا۔

قرآن مجید کے سورہ بقرہ میں اس واقعہ کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے
 بیان کیا گیا ہے کہ:

وَقَالَ اللَّهُ بَنِي آدَمَ إِنِ اسْتَفْتَيْتُمْ بَنِي آدَمَ فَقَالَ اللَّهُ قَدْ بَعَثْنَاكُمْ طَائِفَاتٍ فَلَمَّا
 قَالَ آدَمُ لِمَ اسْتَفْتَيْتُمْ بَنِي آدَمَ فَقَالَ اللَّهُ قَدْ بَعَثْنَاكُمْ طَائِفَاتٍ
 مِنْكُمْ فَاسْتَفْتَيْتُمْ مِنْ الْمَالِ قَالَ بَنِي آدَمَ اسْتَفْتَيْتُمْ
 ذُرِّيَّتَكُمْ بِنِسْبَةِ نَبِيِّ الْعَالَمِينَ بِالْحَيْمِ، وَاللَّهُ يُرَفِّقُ مَلَائِكَهُ مِنْ لِيَشَاءَ
 كَمَا اللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔

لہذا ان کے پیغمبر نے ان سے فرمایا کہ خداوند پر عالم طاقت کو
 تمہارا سلطان قرار دیا ہے۔

وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کی ہم پر سلطنت کیسے ہو سکتی ہے جب
 ہم ان سے زیادہ سلطنت کے حقدار ہیں، اور ان کے پاس تو مال کی
 کٹاوتی بھی نہیں ہے!

دینیر نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ خداوند عالم نے توں کو منتخب فرمایا
اور انہیں علم اور شجاعت میں بہت سی صلاح کی ہے اور خدا جسے چاہے سلطنت عطا
کرتا ہے اور اللہ بہت گنجائش والا بابر ہے۔

(سورہ بقرہ آیت ۱۲۵)

اس آیت میں گویے طاقت کی نگرانی کا ذکر ہے لیکن زمینیاں ہیں اور زمینوں
سے کہ خلیفہ دو جہاں کے نزدیک اسلامی سلطنت کے قیام کی دنیاوی ضروریات
کی ہیں اور اللہ کو اسلام کی قیادت کن باتوں میں وہی جاسکتی ہے۔

جب زمام کسے نبی نے اعلان کیا کہ طاقت کو مکران بنایا جا رہا ہے تو قوم نے
احتراس کیا کہ ان کے پاس ملا مقبلہ سے کشادگی نہیں ہے وہ کیسے مکران بن سکتے
ہیں۔

ارشاد تو قدرت ہوا کہ وہ علم و ہر انوری کی طاقت سے الامال ہیں۔

قوم کا ہر پانچے ظہور آتش سے سامنے کیے تھے، اہم سادگی کی نشاندہی کرتا ہے
اور اس کے لئے اصل بتا ہے اور اپنی طاقت کے ذریعہ اس کے اجراء کا اہتمام ہی کہہ ہے

مورخین نے لکھا ہے کہ

طاقت ایک بلند قامت، توند اور تندرستی انسان تھے، وہ مضبوط اور قوی
اصحاب کے مالک تھے، روحانی طور پر بھی بہت ذریعہ صاحب تدریج تھے۔

(تیسرے جلد، صفحہ ۱۲۳، ۱۲۶)

اب آئیے تاریخ سے حضرت جہاں نادر کی شجاعت کا حال سنتے ہیں۔

صاحب کبریت احمد نے لکھا ہے کہ

جنگ مبین کے دوران ایک دن ایک نوجوان حضرت علی علیہ السلام کے لشکر
سے برآمد ہوا جس کی چال ڈھال سے بہت اہم شجاعت اس انداز سے نمایاں تھی کہ شای
مسلمانوں میں سے کسی میں اس نوجوان سے مقابلے کی ہمت نظر نہیں آ رہی تھی۔

اس جوان نے میدان جنگ میں قدم رکھنے کے بعد کئی بار مبارزہ طلبی کی، مگر کوئی
اس کے مقابلے پر نہ آیا اور امیر شام نے ابن اشعث کو بلایا، جس کے بارے میں شہد
تھا کہ یہ شخص تنہا اس جگہ سے مقابلے کی طاقت رکھتا ہے۔

امیر شام نے اس سے کہا، اس نوجوان کے مقابلے پر جانے کی میں ہمت
نظر نہیں آ رہی ہے، اب تم ہی اس کے مقابلے پر جاؤ۔

ابن اشعث بولا، اے امیر۔ مجھے معلوم ہے کہ میری شجاعت کی ہر طاقت
دعوت میں برتی ہے (میں بڑے بڑے نوجوانوں سے مقابلہ کرتا ہوں) اب تم مجھے اس
نوجوان کے مقابلے پر بھیج کر میری عزت خاک میں ملانا چاہتا ہے۔

امیر شام نے کہا، دوسرا کوئی جاتا نہیں اور تم یہ ضد کر رہے ہو۔ اب تم
اس نوجوان کے مقابلے پر کون جانے؟

ابن اشعث نے کہا، میرے ملت بیٹے ہیں، میں اپنے رب کے پھوٹے بیٹے کو
نوجوان کے مقابلے پر بھیجتا ہوں۔

اس کے بعد وہ اپنے خیمے میں آیا، اور اپنے پھوٹے بیٹے کو بلا کر اس نوجوان کا مقابلہ
کرنے کے لئے میدان میں بھیجا۔

جب ابن اشعث کا بیٹا اس نوجوان کے مقابلے پر آیا اور مبارزہ طلبی کی تو اس
نوجوان نے تلوار کا اسیا طار کیا کہ وہ اپنے انجام کو پہنچا۔

یہ دیکھ کر ابن اشعث نے اپنے دو کھینچے کو بھیجا، نوجوان نے اس کا بھی مقابلہ

اس کے بعد ابن اشعث یکے بعد دیگرے اپنے بیٹوں کو بھیجا کہ اعداؤں کو جان
 ایک ایک کا کام تمام کرتا رہا۔
 یہ نظروں کو کرنا ہی ان لوگوں کے ہوش مار گئے، اور بکے باپ کے مقام پر لڑ کر
 رہ گئے۔

بقول شاعر

چلائیں غیظ میں آنکھوں پر زلفِ عقاد کہیں
 ہلاکے دکھ دیں مذہبِ اعدا سہل، جاساں

سب حیرت زدہ تھے کہ:

یہ کیوں لڑوا رہا ہے جو اس ہمت و استقامت کے ساتھ اپنی جگہ پر ڈھلا ہوا ہے
 اور جو کسی اس کے مقابلے پر آگے آئے وہ اصل جہنم کو رہتا ہے۔
 ابن اشعث نے یہ اپنے جنوں کی پہلے دو پہلے ہلاکت و بربادی دیکھی تو غیظ و غضب
 میں پھار پھار میدان جنگ میں آیا اور لڑوا رہا جو مقابلہ کر کے کہنے لگا:
 تم نے میرے بیٹوں کو پہلے دو پہلے قتل کیا ہے اب تمہاری ہلاکت ہی ہے میں تمہیں
 زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

یہ کہہ کر چنگاڑا مارا اور لڑا تاہو ایش اشام سے انہما پر مقابلے پر آیا اس لڑوا رہا
 کے ساتھ چند ترتر تلواروں کا ٹکڑا ہوا۔
 پھر اس لڑوا رہا نے اس کے سر پر تلوار کی ایک سی کاٹی ضرب لگائی کہ وہ اپنا
 چہرہ سے پرگڑا رہا۔

بقول شاعر

جس میں نہ جو ہر ترتر حسنِ دل کا میں

یہ لہرے سے تو تبت زواں کدنگ ہے۔

دشمن کی اپنی فوج میں رعب و ہیبت کا یہ عالم تھا کہ اگر شخص حیرت و تعجب
 کی تصویر بنا ہوا نظر آتا تھا
 جناب ترقی زیدی نے اس منظر کو اپنے ایک شعر میں حیرت کے سمندر میں
 ڈوب کر نہایت خوبصورتی سے ظہن بند کیا ہے۔

کہتے ہیں

جہنم ہنٹ کے اپنے پروں کو سمیٹ لو
 جہاں کی لڑوائی میں مت دیکھا نہ گئے

ابن اشعث کو داخل جہنم کرنے کے بعد حضرت عباس علیہ السلام نے اپنے پردہ زنگار
 کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
 حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے بیٹے کے سر سے خود انار پشانی کا بوسہ
 لیا۔ تو دیکھنے والوں کو پتہ چلا کہ
 یہ تو بلکہ سال کے سن ہزار سے، قرنی ہاشم حضرت عباس ہیں۔

حضرت عباس کی شجاعت کے لئے یہی کافی ہے کہ:
 کو بلا میں جب حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت لے کر آپ فرات کی
 طرف تشریف لے گئے ہیں اس وقت تقریباً دس ہزار زیدی فوجیں گھاٹ پر پہرہ
 دے رہی تھیں، لیکن جب آپ نے قدم ڈھرایا، تو دشمن کی فوجیں اس طرف سے بائیں
 جیسے شیر کو دیکھ کر بھڑ بھڑا کر بھاگنے لگی ہیں۔

نہر فرات کی طرف آپ کی مدد گئی کہ شاعر نے اپنے انداز سے رقم کرتے ہوئے

یوں دکھایا ہے کہ:

تو اس مٹی نہ سر کی جانب میں رنج

اسے ارض و سما پر ہوا ایک شروع

خبر تیری سے کہہ دو کہ جو کالیں آسکیں

سنائے تیرے ہوتے ہیں نیچے طلوع



حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت کی تاب نہ لا کر یزیدی فوجیں پسا
ہوئیں اور آپ نے گورے کو دیا میں ڈال دیا۔

شکر اجمرا چلو میں پانی نے کور دشمن کی طرف اہل اللہ کو پیلے دلہاں لگے

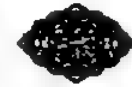
ماورائے نگر انسان و جانور کی

پانہیں سکتے فرشتے ہی ہوا جو اس کی



پاک دامن نے کیا تروا منی سے استرا

پوشی ہمہ گیش و میں جا جان کی



اسلامی جہاد میں آپ کی شان

• جہاد دین اسلام کا ایک عظیم رکن ہے جس کے بارے میں مولا کا نام
امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ الْجِهَادَ يَكُونُ مِنَ الْبُلْبُلِ الْبُقْعَةِ، فَتَحْتَهُ اللَّهُ يُعَلِّمُهُ أَوْ يَنْبِئُهُ
وَهُوَ قِيَامُ الْمُتَوَكِّلِ وَوَجْهُهُ اللَّهُ الْمُحْتَمِيَّةُ، وَجَسَدُهُ الْمُؤَيَّدَةُ، فَتَمَّتْ
شَرِكَةُ وَخَبْرَةُ حَتَّى أَتَيْتَهُ اللَّهُ لَتُرَبِّ لَدُنِّي وَشِكْمَةُ الْمَبْلُغَةِ.

(بیشک۔۔ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے

جسے خداوند عالم اپنے خاص دوستوں کے لئے کھولتا ہے۔

• پرہیزگاری کا لباس ہے۔

• خداوند عالم کی حکم پر زور ہے۔

• اہل اس کی قابل اعتماد سپر ہے۔

• جو شخص اس سے پہلو بچا تے ہوئے آئے تک کو جس کا خلافت عالم آئے

وقت و ضروری کا لباس پہنانے کا اور صحبت و ایستادگی کا اہم حصہ ہے گا۔

(بیچ اسلام، صفحہ ۱۱)



• خالق دو جہاں نے قرآن مجید میں واضح فرمایا ہے کہ:

• خدا کی راہیں پوری طرح جہاد کو

ارشاد قدرت ہے:

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ حق ہے جہاد کرنے کا
(سورہ صافات آیت نمبر ۱۷)

جس کی تشریح کرتے ہوئے لہذا یہ تفسیر نے نکھا ہے کہ
"جہاد" میں صد جہاد شت کا ہونا تو لازمی امر ہے اور یہ جو
تفسیر محمد اذہم عالم نے اختیار فرمائی ہے،
کہ خدا کی راہ میں جہاد کرو جو حق ہے جہاد کرنے کا

اس کا مطلب یہ ہے کہ:
"جہاد میں تکلیف ہوں گی انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنا (جی
حق جہاد ادا کرنا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی دو قسمیں ہیں:

دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنا۔ اور جہاد بالنفس۔

"شر اور فسق کے ساتھ جہاد کرنا۔" ان دونوں اقسام کو محیط ہے۔

اس طرح جہاد کا حکم درحقیقت خداوند عالم کی حکیمانہ نیت کو اٹھانا، اور

اس کی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ:

"جہاد سے مراد محض قتال (جنگ) نہیں ہے، بلکہ یہ لفظ جہاد جہاد کا معنی
اور انتہائی سعی و کوشش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

جہاد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ:

حزمت کرنے والی قوموں میں سے کسی قوم کے مقابلے میں یہ جہاد جہاد کا مطلب ہے

۱۰۔ فی سبیل اللہ جہاد تفسیر سورہ صافات

اور اس کے ساتھ "فی اللہ" (راہ خدا میں) کی قید متین کر دینی ہے کہ
حزمت کرنے والی طاقتیں وہ ہیں جو اللہ کی بندگی اور اس کی فرمانبرداری
اور اس کی راہ پر چلنے میں مانع ہیں۔

اور جہاد جہاد کا مقصد یہ ہے کہ ان کی حزمت کو شکست دے کر آزادی خود
بھی اللہ کی ٹھیک ٹھیک بندگی کو لے لے اور دنیا میں جس کا کلر لیزا اور کفر والوں کے
کلمے بہت کر دینے کے لئے جان لالوے۔

اس جہاد کا اولین ہدف آدمی کا اپنا نفس امارا ہے۔

اسی لئے ایک جنگ کے دامن آئے طے فانیوں سے نجا کر ہم نے ارشاد
نفسریا کر:

تَذَرْنِي فَعَنَّمْ مِّنَ الْجَهَادِ (الْمُسْتَعْرَفُونَ) فَتَوَيَّرُوا لِلْجِهَادِ الْوَسْطِيَّةِ

تم لوگ چھوٹے جہاد سے واپس آتے ہو، پڑے جہاد کے لئے تیار

جو جہاد

لوگوں نے دریافت کیا، وہ بڑا جہاد کیا ہے؟

فرمایا: مَجَاهِدَةُ الْعَبْدِ هُوَ آتَا (النفس کا اپنی خواہش نفس سے

جنگ کرنا)

اس کے بعد جہاد کا وسیع تر میدان پوری دنیا ہے جس میں کام کرنے والی تمام

بہادت کیش، بناوٹ، آموز، اور نشانات، انگریز طاقتوں کے خلاف دل و دماغ اور

جمہور کی ساری قوتوں کے ساتھ سی و جہاد کرنا، وہ حق جہاد ہے جس کا مطالبہ

کیا گیا ہے۔

۱۱۔ اوکسائل۔ ۱۲۔ تفسیر صافات سورہ صافات ۱۲: ۱۲

تفسیر صحیح البیان میں علامہ طبری نے متعدد مفسرین کرام کی تحریروں کے سوا
 سے کھلی ہے۔

حق بہ لہ سے مراد: غلو میں تبت اور احوال کو صرف اور صرف اللہ
 کیلئے انجام دینا ہے۔

... چونکہ اسکاں کی منزل جہاد باقتس کے سلسلے میں مثل ترین مراسل میں
 ہے، لہذا اس کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔

تفسیر نبی عاظم حضرت جاس عداد علیہ السلام: جہاد کے ہر مفہوم کے
 اعتبار سے انتہائی بلند مرتبے پر فائز ہیں۔

اسی لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کو غالب کرتے
 ہوئے لکھا ہے:

أَشْفَدُ مَا تَهْتَدُ اللَّهُ أَنْكَ مَقْصِدَتِ حَلِي مَا مَعْنَى بِهِ
 الْمَكْرِبُ لِيُونَ وَاللَّجَاهُ لَمْ تَنْ فَوْزَ سَبِيلِ اللَّهِ الْمَتَا حَصُونَتِ لَمْ
 فَوْزَ مَقَادِ احْتِاجِ وَالْمُهَيَّوْنَتِ فِي تَعْمُرِ أَوْلِيَاءِ وَالذَّائِبُونَ
 حَتَّى اجْتَاهُوا ۴

(میں گواہی دیتا ہوں اللہ اور عالم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ:
 آپ کسی راہ پر گامزن تھے میں پرہیزگاری میں تھے لینے والے گامزن
 تھے۔ اور میں رہا، خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں)

وہ جو اللہ کے ساتھ دھملا کر لوگوں کے دشمنوں سے جہاد
 کرنے والے اس کے اولیاء کی مدد و نصرت میں آخری حد تک ہانپنے والے

تفسیر ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۳

اور اس کے چاہنے والوں کی طرف سے دفاع کرنے والے

مزید اور فرمایا:

فَبِمَنْ الْقَائِمُ الْمُجَاهِدُ الْمُطَاعِ وَالشَّوْرَى وَالرَّحِمَةُ الدَّائِمَةُ عَنْ كَيْفِيَّةِ
 الْجَيْبِ إِلَى طَاعَةِ رَبِّهِ الشَّرِيفِ بِمَا رُبَّ ذِيهِ غَدْرٍ مِمَّنْ الْمُطَاعِ
 الْمُتَمَلِّئِينَ وَالنَّشَاءَ الْبَيْتِ وَالْمُعْتَصِفِ اللَّهُ بِذَرْجَةِ أَمَا بَلَّغَ فِي جَنَابِ الْعَلِيمِ

دیکھتے ہو۔ مبروہ استقامت والے

جہاد کرنے والے۔

عمایت کرنے والے۔

نصرت کرنے والے۔ اور

اپنے بھائی کی طرف سے دفاع کرنے والے ہیں۔

اپنے پروردگار کی اطاعت کے لئے لڑنے والے

جس سے دوسروں نے لوگوں کی اس عظیم ثواب اور شان سے جمیل

کی طرف رغبت کرنے والے تھے۔

خداوند عالم نعمتوں والی بہشت میں آپ کو آپ کے اجداد کے ساتھ

میں شامل کرے۔



قرنی ہاشم، علمبردارِ نبوی، حضرت عباس علیہ السلام بن کی ولادت باسلام
 سلسلہ ہجری میں پہلی اور جنگ صفین تک ہجری میں ہی گئی، اس طرح اس موقع پر
 آپ کی عمر صرف گیارہ سال تھی۔

اس کنسی کے بعد آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور بہت سے شامیوں کو

واپس بلایا گیا۔

چنانچہ صاحبِ تختہ کو سفید قلعہ ساز ہیں کہ:

جنگ صفین میں جب امیر المؤمنین نے حضرت امام حسین کو جنگ پر جانے کی اہانت
 دی اور حضرت عباس اور لڑنے کو کہا میرا آقا میلان میں جلد ہے تو دل بے چین
 ہو گیا، اگر اس وقت آپ بہت کن تھے لیکن ولایتِ نبویت سے نصرت امام کیلئے آگے بڑھے۔

امیر المؤمنین کا بیان ہے کہ:

ناگاہ ایک برقِ مانتے سے چمک گئی، میں نے ایک سوادِ اسطوخا ایک سمت سے نکلا
 یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے اور دیکھا کہ وہ صلیبِ صلیبِ صلیب نکلا، نیز اس جگہ کے آدمی
 تھا اس نے کمالِ جہاد و جذبے نیز کرم و حرکت دی اور اطمینان کے لشکر کے بھروسہ جانوں کو
 تیرے کی اتنی پرافتخار کر سہینک دیا۔

پھر ایک کے بعد دوسرے تازی کو دلِ تنیم کو تولا۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر

میں تو شے دشمنوں کو واپس بلایا گیا۔

ان شہیدانِ شہداء کی وجہ سے لشکر میں تل چمک گیا کہ:

یہ دیکھ کر کون ہے؟

لوگوں نے غم سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ شیرِ شیر، شہادتِ انفرادی صیدِ صندور،

قرنی ہاشم حضرت عباس ہیں

تاریخ طبری: صفحہ ۱۰۱، قرنی ہاشم: ۱۰۱، مطبوعہ: مکتبہ اشرف۔

صاحبِ فضائل شہدہ لکھتے ہیں کہ:

جنگ صفین میں حضرت عباس زبرد آزما تھے تو کب پر پیاس کا غلبہ ہوا؟

بندگوار سے عرض کیا

بابا۔ پیاس ہلک کنے دیتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے کب سرد کا ایک جام اپنے منہ پر رکھا؟

حضرت عباس نے پانی پی کر اپنی پیاس بجائی اور خدا کا شکر ادا کیا۔

پانی پی چکے تو دیکھا کہ حضرت علی کے گڑبگڑ ہو گیا۔

دست بستہ عرض کیا: بابا، آپ کے روئے کلیا سب ہوا؟

فرمایا: بیٹا، تہی اس پیاس کے غلبے نے ایک اور موشتی کی پیاس کا

نگاہوں کے سامنے کر دیا میں میں دنیا کی روانی کے باوجود تہلے سے ہوں،

قطرو پانی میں نہ پہنچ سکے گا۔

حضرت عباس نے عرض کی: بابا، کون سا مادہ ہو گا؟

امام نے فرمایا: بیٹا۔ یہ واقعہ سلسلہ ہجری میں پیش آئے گا۔

پوچھا: کیا اس وقت آپ موجود ہوں گے؟

فرمایا: بیٹا۔ میں موجود ہوں گا۔

پوچھا: میرے بھائی محمد و حسین تو موجود ہوں گے؟

فرمایا: حسن تو نہ ہوں گے، محمد و حسین موجود ہوں گے، وہ بھی تہلے سے

ساتھ پیاسے ہوں گے۔

پوچھا: بابا۔ چلی کون سی خطا ہو گی کہ ہم پر پانی بند کیا جائے گا؟

کی وجہوں کی روانی کے باوجود ہم پیاسے ہوں گے؟

فرمایا: بھائی کوئی خطا نہ ہو گی صرف حسین کی وفات ہی تم پیاسے ہو

امام حسن مجتبیٰ کے ساتھ

سنگہ مجوی میں مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی، جس کے بعد دنیا سے اسلام کے وہ صاحبانِ سعادت جنہوں نے صواب لہیز کی حقیقت کی تھی، انہوں نے سواریوں پر اتر کر حضرت امام حسن علیہ السلام کی بیعت کی۔

موتیوں نے ان بیعت کو نئے دلوں کی تمدن و چالیس ہزار لگی ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے عہد و پیمانہ کیا تھا، جب تک جہن میں جان ہے آپ کا ساتھ دیں گے اور آپ کے دشمن سے ہر وقت لڑیں گے۔

۶

مگر یہ وہ زمانہ تھا جب امیرِ شام نے فزائے کائنات کو لہر لکھا تھا، اور پڑھنے پڑھنے لوگوں کو اپنی دولت کے ذریعہ خرید رہا تھا۔ چنانچہ بیعت سے ایسے لوگ ہوا، ان کے لہا لہاسے کمزور اور پیسے کی طاقت سے منہمک ہو جانے لگے، جن پر اس نے ہاتھ پائی کی بدکوشی کر دی۔ دوسری طرف ایک اور حادثہ پیش آیا، امام حسن علیہ السلام سے لڑنے والے لوگوں نے متعدد سرداروں کو شکر کے بارے میں یہ افواہ پھیلا دی کہ دشمن کی حکومت سے مل گئے ہیں۔

پوچھا: کیا فرزندِ رسول حسینؑ پر پانی بند کیا جائے گا؟ فرمایا: جیسا۔ وہ اسی گروہ کے لوگ ہونگے جو آن تبیلہ سے سامنے ہیں، تم لوگوں پر یہ پانی بھی بند کریں گے اور حسینؑ کے ہاتھ ساتھی یہاں تک کہ تمام اسیر یا لہر چھوٹے چھوٹے بچے بھی شہید کر دیئے جائیں گے۔

حضرت جہاں نے پوچھا: یا با! اس وقت پہلا فریاد کیا ہوگا؟ امام نے فرمایا: جیسا۔ اُس وقت فرزندِ رسولؐ پر اپنی جان فدا کر دینا۔
دعا کیجئے ملائکہ فرمائیے،
فصل ۲، صفحہ ۲۲، حضرت

میں نے شہدِ معروف شاعرِ صاحبِ مالک لکھنوی نے اسی جنگ کے حوالے سے لکھا ہے۔

مغین پہلی منزل، سپر سولہ لنگی
سجاس جنگ کو زمین کی زندگی میں



پتہ یہ ہوا کہ امام علیہ السلام کے ساتھیوں میں بحث پڑ گئی، ہر طرف تشدد
 و فتنہ کی کیفیت نظر آئی، اس لیے کہ بعد امام علیہ السلام نے اپنے نائب حضرت
 مولانا علیؑ کو امام علیہ السلام کی جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا، اس وقت تک
 دستبردار اختیار ہوا۔

حضرت حکیم اقبالؒ نے یہ خوب کہا ہے:

وہ خن میں کہ لوگوں میں بشیر پاک
 وہ من میں سے بجز میں عزت شیر کو مار
 وہ خن جو ہمدانہ آمد میں ہماری کافری
 وہ من جو شیر احمد پر منہ کا وقار
 صلح اس کی کیوں ہو تہید جنگ کر بلا
 تو گیا اس کا قلم ہوا زواہ فداقتدار

حکومت سے دستبردار ہونے کے بعد امام جن مبنی علیہ السلام نے مدائن
 اور بصرہ میں کچھ عرصہ گزارا، اور اس کے بعد مدینہ منورہ شریفیہ گئے۔
 اس تمام عرصہ میں حضرت عباسؑ کی مدد سے اپنے برادر بزرگ امام وقت محمدؑ
 حضرت امام جن مبنی علیہ السلام کے ساتھ رہے۔

جیسا کہ ابابہؓ نے لکھا ہے کہ:

حضرت امام جن، باجاس براز بلہان خویش و جم شیعان، جو صل شریف
 ہوا۔

آپ اپنے بھائی عباسؑ کی طرف سے کئی چیزیں لے گئے، ان

۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔

ہوئے۔

عبداللہ بن سنان کوئی کی ولایت چسکا۔

”میں اسی دن دلمو مرتضیٰ ہوا جس دن ہلی مرتضیٰ ولایت سنی اور یہ چھوڑ رہے تھے۔“

میں نے اہل مدینہ کے چہروں پر غم و یاس و حسرت کے آثار دیکھے اور گھبرا کر ان لوگوں سے پوچھا:

”ہمساؤ۔ کیا آج کوئی نئے نصیب آگئی ہے؟“

لوگوں نے بتایا کہ: آج جہن مدینہ دہن سے نصرت ہوا ہے مگر کلاما معنی کلام نظر کا ملا کلامت بگور دین چھوڑا ہے حالانکہ زمین کو ان کے نانا کے دہن میں رہتے نہیں دیتے اور چھوڑتی کے نولے کے دہن چھوڑتا ہے عبداللہ بن سنان کہتا ہے کہ:

”مجھے اس نظر کو دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا جب ولایت رسول اپنے دہن عزیز کو اور اہل مدینہ آنسوؤں کی چھلوں میں اپنے سین کو نصرت کر رہے ہیں۔“

یہ سن کر میں غمزدہ بنی ہاں نہیں آیا امدھ کلمہ ہو کر سولی کا سترو دیکھا۔ سیدائیں بیت الشریکے برآمد ہوتی دہن اور ایک ایک کر کے ناقوں پر سوا ہتی رہیں۔

ایک جوان ہجرتن اہتمام سفر میں معروف اللہ ہجران قنطلات پر نظر رکے ہوتے تھا۔

میں نے غمی سے پوچھا۔

”یہ جوان کون ہے جہاں قدر معروف اللہ ہو گیا ہے؟“

لوگوں نے کہا یہ معنی کے فرزند جہاں علم لڑیں۔ جنوں نے اپنی

پوری زندگی حضرت رلام حسین کی خدمت میں گذاری ہے اور اپنے آپ کو مولانا کا نظام ہی سمجھتے رہے ہیں۔

تا نظر و ادباً۔

پچھلے پچھلے سیدانوں کے نامتے آگے آگے اہم میں پرچم اسلام لے ہوئے حضرت حمزہ صخر کے ولایت معنی کے شیر جہاں علم لڑا علیہ السلام۔“

اس لیے قافلے میں حضرت جہاں علیہ السلام کی غفلت اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا کائنات حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب نے اپنے اس فرزند کو جس قرآنی کلمے میں کیا تھا اس کی راہ میں فرزند کس قدر مستعد ہے اور قرآن نگاہ کی طرف جانے کا مکمل انتظام اپنے اہم میں لے ہوئے ہے۔“

کتبہ حشری ولایت ہمیں معنی
کر بلائے عاشق جہاں میں
دل کی دھڑکن سب سہڑ کی ناز
کشتہ دل کی لڑی جہاں میں



سیر زمین گریلا پرورد

مشہور قول کے مطابق، سیکولر شہزاد حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے لڑ بھائی ان اور انصار و اعراب کے ساتھ ہجرت کر کے گریلا کی سرزمین پر پہنچے۔

ظاہر جو اس حق سزا تھی نے نکال ہے،

قوله لم نزلنا بآبائنا وهو من نسله حتى ناتي قوله، وفيها قوم خير
 من انفسهم عن رستم واث بن بلبل.

قالتوا له: كسطا القلوب

فقال: هل لنا انفسم خير منه.

فالتوا له، يقولون انبأهم الله ولا تسأل.

قال: ما اقلتم يا الله وحيثي رسول الله من خير في حث
 بسبب الشاني!

فالتوا، اسفها صخر نيل.

قوله: لا يظن بكى وقال: مني والله لوس حكره، ومبلا.

ثم قال: يا قوم تلووني قصته من ترويب هذه الايام فاشقوا

بقصة من ترويب هذه الايام فاشقوا ثم مسكهم بقصة من

جيبه وقال: هذه البؤنة جاد بلبل بن بلبل من عبثه الله بقية

رسول الله وقال له:

هذه من خلق حكره المصنوع.

شتمت انما بين يد به وقال: عسار اجمه طبعه لا شتم كل ما ترمع
 انزلوا ولا تفرحوا فمقتنا والله مناخا به حكايانا وماعتنا والله
 يستفك وماعتنا، فمقتنا والله مستبني جريونا، ومقتنا والله تستل
 به سلكنا، ومقتنا والله سيد نخ الحماكنا، ومقتنا والله تبتونا -
 ثم نزل فمقتنا امضه جيبنا.

حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسلسل ہجرت
 کرتے یہاں تک کہ ایک جگہ آئی یہاں بہت سے لوگ تھے۔

آپ نے ان لوگوں سے اس جگہ کا نام پوچھا۔

ان لوگوں نے کہا: اسے شفا القلوب کہتے ہیں۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا: کیا اس کے علاوہ جی اس جگہ کا کوئی نام ہے؟

ان لوگوں نے کہا: آپ سفر بولنا کریں۔ یہ رسول مت کریں۔

آپ نے فرمایا کہ: میں تم لوگوں کو خطا اور اپنے ناسرول خطا کا واسطہ

دیکر سوال کر رہا ہوں کہ یہاں سے سرزمین کا دوسرا نام کیا ہے؟

ان لوگوں نے کہا:۔۔ اس کا نام گریلا ہے۔

یہ سن کر آپ نے گریہ کیا۔ اور فرمایا: اے اللہ کی قسم یہ ایک اور بلا کی سرزمین ہے۔

پھر فرمایا:۔۔ اے لوگو!۔۔ تو ان زمین سے ایک مٹی خاک اٹھا کر دو۔

لوگوں نے ایک مٹی خاک اٹھا کر لی تو آپ نے اسے سونگا اور اپنے

پاس سے ایک مٹی نکالی اور نہ فرمایا:

یہ مٹی ہے جو ہر نسل امین خداوند عالم کی طرف سے میرے بند

کو خدا کی خدمت میں لائے گئے تھے اور تم کو بتایا تاکہ اس جگہ کی

ہے یہاں حسین کی تربیت ہو چکی۔

جہاں علیہ علیہ السلام کو جلال آگیا اور آپ سے دشمنوں کو برباد کیا، مگر
مگر امام مظلوم نے اپنے جاننازادہ ہاں نثار ہاں کو ممبر کی تلقین فرمائی کہ حضرت
جہاں کاوش ہو گئے۔

بقرہ شاعر

اُسے دیکھ کر جہاں مانتے آقا
کہ جس کے کوشش ہو جہاں ہر کلمہ
سنبال گئے اور کس کس بھاش
کہ رقصہ ہے یہ سلام شہیروں



ایک شہید کی مہارت

نویسے محترم سید علیہ السلام کی وطن جنگ تاریخ میں نوازہ روزانہ نام لکھا
سرور ہوا جن جناب سید شہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے بلو کا ساتھی
کا ان کے مذہب و دشمنوں نے ہر طرف سے حاصرو کر لیا تھا۔

اس دن کو "تاسوما" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

محمد شفیع خیر حضرت شیخ جہاں قی ر قسط اذ ہیں کہ

ان حضرت صادق علیہ السلام روایت ہے کہ فرمود :

"تاسوما روزی بعد کہ جناب امام حسین علیہ السلام ہر ہفت

برادر ہر کوبلا محاصرہ کی حکروند و سپاہ شام ہر قتل آنحضرت

اجتماع حکروند و ابین ہر جانگد و حیرت سعد خرم خصال شہد

سبب کثرت سپاہ و بسیاری لشکر کہ سیر آئی انہا جمع شدہ

بعد جناب امام حسین علیہ السلام را صیحا ہر ارض ہر متحد

و یقین حکروند کہ یادری از برای آنحضرت حضور آمد

واہلی عراق اور آمد حضور اہل نمودہ ہیں فرمود۔

یہ رسم نہ ہی اس ضعیف شریف

تاسوما (نویسے محترم) دنوں سے جب حضرت حسین علیہ السلام اور

ان کے ساتھیوں کا، کربلا کی سرزمین پر ہر طرف سے محاصرہ کیا گیا

شام کی فوجیں امام علیہ السلام کے قتل پر اٹھا رہی تھیں۔ (جہاں حواذہ اور

گرسد کسپا ہوں کی کثرت اور اس پر سٹشکر کی وجہ سے جو ان کی مدد کے لئے
 جمع کیا گیا تھا، بہت خوش تھے۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب
 ان کی محنت و زور کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔۔۔ ان لوگوں کو یقین تھا کہ اہل بیت
 کی مدد کیلئے کوئی آئندہ بلا نہیں ہے اور ان کے لوگ آپ کی مدد میں کوشش
 پر ترقی فرمانے کے بعد امام جعفر صادق نے فرمایا،
 میرے ماں، باپ، قرآن (رام مظاہم) یکس و غریب پر عمل

پڑھنے کے علاوہ والدین، جناب فزالتین نے اس دن کے جلسے میں
 میں لکھا ہے کہ:
 ۱۰۔ غم ہی کلیہ واقعہ ہے کہ:
 سہ ہر کے وقت، عمر بن سعد نے سبے لشکر کو گائے بٹھایا اگر امام حسین پر
 مسلہ کر دیا جاتے۔
 امام علیہ السلام اس وقت خیر کے باہر بیٹھے تھے، کچھ غمزدگی ظاہر ہو گئی تھی۔
 جناب زینب نے زٹ کر مخالف کی آواز سنی، تو امام علیہ السلام کے قریب
 آ کر کہا: "جیسا فرمایا نزدیک آگئی ہے۔
 امام بیٹلہ ہوئے اور آواز دی:
 میرے لشکر کے سردار، خاندان بنی ہاشم کے چاچا، میرے قوت بلا داد
 میرے بھائی تھیں کہاں ہیں۔؟
 جناب عباس، "لیثات جاسولانی، لثیف یا سکیہ آکا۔ میں حاضر ہوں
 میرے سید و سرور میں حاضر ہوں، کہتے ہوئے آئے تو امام نے فرمایا:
 ملہ کھیلے، غلامیہ ہستہ۔"

بھائی۔ کیا تم ان لوگوں کو مل سکے تھے، بلکہ آج رات ہم
 غیب کی عبادت کر لیں؟
 جناب عباس، سلام علیہ السلام کے حکم کے مطابق فوراً ہی تشریف لے گئے
 اور دشمن سے بہت زور و کد کے بعد شب بھر کی محنت لے کر واپس آئے۔
 جس کے بعد حضرت امام حسین، اہلب کے اصحاب و اہل لہری رات گزارا،
 تلاوت دعا اور تضرع میں مشغول رہے۔

لہذا کہ اہلب تاریخ تصریح کی ہے،
 امام علیہ السلام نے ایک شب کی محنت اس لئے نہیں کی تھی کہ آپ کو کس طرف
 سے لگے موصول ہونے کا انتظار تھا، یا اپنے اہل عاقلان کو کچھ خاص وصیتیں فرمائی تھیں
 تھے، بلکہ لہری رات بیکوئی کے ساتھ خالق سے راز و نیاز میں مصروف رہنے کیلئے
 تھی۔

چنانچہ تاریخ طبری اور دیگر کتابوں کے اسناد یہ جملہ ہے کہ،
 آپ اور آپ کے اصحاب نے تمام شب اس حال میں گزری کہ وہ مسلسل نماز
 اور دعا، اور ہنگامہ الہی میں تضرع و زاری میں مصروف تھے۔
 اس جگہ نامناسب نہ ہو گا اگر ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ جملہ شب میں
 کون ہی ایسی جاہزیت ہے کہ وہ امام علیہ السلام کو کسی سے کچھ مانگنے کیلئے کہی آواز
 نہیں ہو سکتے تھے، اپنے بزرگین دشمن کے پاس حضرت عباس علیہ السلام کو بھیجیے ہیں اور
 حضرت عباس علیہ السلام ان لوگوں سے ایک شب کی محنت مانگے ہیں تاکہ امام یہ شب
 عبادت الہی میں گزاریں!

ملہ۔۔۔ تاریخ مظاہر۔۔۔ ص ۱۰۰۔۔۔ تاریخ طبری۔



حقیقت یہ ہے کہ:
عبادت انسانیت کا جوہر ہے۔

اور عبادت کا مطلب ہے:

انسان دل و جان سے قول و فعل سے ارادہ و فعل سے خدا کا پہچانے۔
اطاعت کو اپنا شیوہ بنائے اور اپنی کائنات سے بے نیاز ہو کر ملکِ حق تعالیٰ کی
پہچان میں اپنا سہ بیڑا قائم کرے۔

یہاں وہ بندگی ہے جو سرانجام انسانیت ہے جو انسان کے اندر اقصیٰ تکامل
کی ایک منفرد نمود پیدا کرتی ہے جس کے بارے میں شاعر نے کہا ہے: **ہے**
وہ ایک جہنم جسے تم کوئی پہچانتا ہے!
ہزار سجودوں سے دیتا ہے کوئی کوئی تم کو!



ادبِ شادِ قدرت ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ احْبُدُوا مَا لِلَّهِ خَلَقَكُمْ وَإِلَيْهِ تُعْجَبُونَ

اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا
اور تم سے قبل کے لوگوں کو بھی۔ **پاک نام پر پیرنگ بن جیسا**
سورہ الحجرات ۱۷

۵

اس آیت میں پوری انسانیت کو عمومی دعوت ہے کہ
اے لوگو! عبادت کرو۔ اس بندگی ان پروردگار کی جو ایک ہے

اور صرف وہی سستی عبادت ہے اس کے علاوہ کوئی بلاتقی عبادت
نہیں ہے۔

اس عبادت کا منشا اور مقصد یہ ہے کہ تم پر پیرنگ لکھ لکھ بن جاؤ۔
تم انسانوں کے اس پسندیدہ گروہ میں شامل ہو جاؤ جو مشقین اور خدا
کی عبادت کرنے والوں کا گروہ ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خالق کائنات کی ربوبیت کا حق ادا کیا اور
اس یکتا و تنها، خالق و رازق پروردگار کی عبادت کسی شاہد کے بغیر کی ہے!



قرآن مجید کی سیکڑوں آیتوں میں، بنی نوع انسان کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ پوری
کائنات سے بے نیاز ہو کر صرف خدا سے دعا کی جائے اور اس کی سب سے بڑی
پیسنگ اور شادِ قدرت ہے:

وَالْحَيْهَةَ وَاللَّيْلَةَ وَالنَّجْمَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اور رخصتِ رات کی عبادت کرو اور کسی شے کو اس کا شریک نہ بناؤ
(سورہ بقرہ آیت ۲۲)

۶

اور اس کے خالق ہونے کا تقاضا بھی تسبیح و تہلیل ہے کہ انسان اس کی عبادت
کے۔

پہچان اور شادِ قدرت:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَيُّ الْقَيُّومُ لَا يَأْتِيهِ سِنٌ وَلَا نَوْمٌ وَلَا يَأْتِيهِ كُفٌ وَلَا غَوْلٌ وَلَا نَوْمٌ وَلَا يَأْتِيهِ كُفٌ وَلَا غَوْلٌ

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا پیر اور کونے والا ہے

۴۴ تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۱ صفحہ ۵۲، ۵۳

لہذا اسی کی عبادت کرو۔

(سورہ انفاس آیت ۱۷)

۵

بعض آیتوں میں جہالت ہی کو مراد مستقیم قبول دیا گیا ہے۔

پیدا کردہ مخلوق قدرت ہے:

وَأَنبَأْنِيذُنِي، هَذَا مَعْرُوفٌ مُسْتَقِيمٌ

اور یہ کہ میری ہی جہالت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے

(سورہ یس آیت ۱۷)

۶

اور بتیائے کلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجًا مِمَّا كَفَرْتُمْ

اس میں شک نہیں کہ اللہ ہی بیزاری پر مددگار ہے اور تمہارا ہی پرہنگا ہے تو سب کے سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے

(سورہ آل عمران آیت ۱۷)

۷

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ:

قدرت کی طرز سے انسان کے لئے جو مقصد جہالت میں کیا گیا ہے، وہی اپنی نوع

انسان کے لئے سب سے اچھا اور سیدھا راستہ ہے اور اسی پر چلنے والے اشخاص

کے لئے کہا جائے گا کہ یہ حضرات مراد مستقیم پر گامزن ہیں۔

۸

اور خالق دو جہل نے قرآن مجید میں، واضح نفلوں میں یہ اعلان فرما دیا ہے کہ:

جنوں پر انسانوں کی غرض خلقت جہالت ہے۔

اور شاہِ قدرت ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری

عبادت کریں

(سورہ الذلزلت آیت ۵)

جس کے ذیل میں بعض معاصر مفسرین نے لکھا ہے کہ:

اگرچہ مخلوقات کا ذرہ ذرہ اللہ کی بندگی میں مصروف ہے، کیونکہ اللہ

سارے جہانوں کا خالق اور اس کی ایک ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

اور جو پیدا کرنے والا ہے اسی کی عبادت و بندگی کرنی چاہیے۔ لیکن آیت میں

صرف جنوں اور انسانوں کا ذکر، بظاہر اس لئے کیا گیا ہے کہ:

زمین پر صرف جن اور انسان ہی ایسی مخلوق ہیں جن کو یہ آزادی بخشی گئی ہے کہ

وہ اللہ کی بندگی کرنا چاہیں تو اپنے ارادہ و اختیار سے کریں۔

دوسری جہت میں مخلوقات اس دنیا میں ہیں وہ اس نوع کی آزادی نہیں رکھتی

ہیں، بلکہ ان کے لئے سر سے کوئی دائرہ اختیار ہی نہیں ہے کہ وہ اللہ کی بندگی

کریں یا نہ کریں۔

بلکہ وہ سب مخلوقات، اُس کی رضا کے آگے نمود و سجدہ سرنگوں ہیں۔

بلکہ ارادہ و اختیار صرف جنوں اور انسانوں کو دیا گیا ہے۔

اور یہ ان ہی دونوں مخلوقات کی تجریدی ہے کہ اپنے خالق کی اطاعت و حمد و ست

متمم کرنا، اور ان کے سوا دوسروں کی بندگی کر کے، خود اپنی فطرت سے لڑ رہے

ہیں۔

اے کو بیانا تھا ہے کہ وہ خان کے سوا کسی کی بندگی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں، لہذا ان کے لئے سب سے زیادہ ہے کہ :

جو آزادی انہیں بخشی گئی ہے اسے غلط استعمال نہ کریں بلکہ آزادی کو استعمال کرتے ہوئے خود اپنی مرضی سے مفتر ہوا سے دور لاشریک کی جہالت کریں۔



اور چونکہ جہالت سے انحراف درحقیقت اپنے تعصبات سے انحراف ہے، اس لئے یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ :

جو لوگ پروردگار عالم کی جہالت سے گریز کرتے ہیں وہ ہلاکت ابدی میں گرفتار ہونے والے ہیں۔

جیسا کہ ارشادِ قدوس ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَشْكُرُونَ عَنْ عِبَادَتِي مُسِيءًا مُّخَلِّونَ بِحَفْتِهِمْ وَأَجْرِي

ابیشک جو لوگ ہماری جہالت سے خود مری کرتے ہیں وہ مفتر ہوں

ذلیل و خوار ہو کر اصل جہنم ہوں گے

ملاحظہ فرمائیے سورۃ المؤمنین



اور جہالت کی حثت کہیں ہی کافی ہے کہ :

پروردگار عالم کی طرف سے جتنے انبیاء و مرسلین آئے وہ اگر بصحت و سلامت کے مالک تھے، اور انتہائی عظیمی ماہر و منزل پر فائز تھے۔

مگر ہرگز پیغمبر نے خود بھی زیادہ سے زیادہ صباوت کی اور بندوں کو بھی جہالت کی طرف دعوت دی۔

عہ - تمہیں استراحت

چنانچہ ارشادِ قدوس ہے :

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ

اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک پیغمبر بھیجا کہ :

اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو۔

(ملاحظہ فرمائیے سورۃ النحل)

اس بات نے اس بات کی تصریح کر دی کہ :

تمام امتوں میں دعوت ہونے والے پیغمبروں کا پیغام یہ تھا کہ :

اے بندگانی خدا! خدا کی بندگی کرو۔

ملاحظہ فرمائیے

ہمیں کہے بندے ہوا اس کی بندگی کا اعتراف ہی کرو۔ اس کے آگے

سب سے پہلے جھکاؤ۔

کیونکہ

زندگی آسمان ہے بندگی

زندگی بے بندگی شہنشاہی



شعب اشور تجدید عہد وفا زور خیام مکی پاسبانی

۹ عزم کو فروغ دینی نے، اہل طوق سے حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے اہل
خانان اور ساتھیوں کا خاصہ کر لیا تھا، اور رات ہی کو جنگ شروع ہو جانے کے
آئندہ باطل نمایاں ہو چکے تھے، تو امام علیہ السلام نے قزوئی ہاشم حضرت عباس (علیہ السلام)
کو صبح کو ایک شب مزید جلاست پر دو گنا کی ہمت مانگ لی۔
اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے ان پر ایک باہرہ حقیقت واضح
کر دی کہ جو شخص بھی اپنی جان کو زبردستی بچاتا ہو، وہ راستگی تازی میں یہاں سے روانہ
ہو جائے کیونکہ ان دشمنوں کو ہنسنا میرے سر کی طلب ہے۔

چنانچہ کپٹ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا:
- وَاللَّاتِ وَاللَّيْلِ مَا تَهْجُونَ، وَالْأَسْوَاقِ وَالْحُلِيِّ وَالْجِبَالِ الْوَعْدِ وَالْمَنِيِّ
خَيْرِ نَبِيٍّ بَعْدَ سَلِيمٍ۔

وَإِخْشَاءِ أَنْتُمْ مَا تَقْتُمُونَ، وَأَوْسَقُ مَوْنٍ - وَالْحُلِيِّ عِنْدَ بَيْتِ الْبَيْتِ
مَحْتَرَمٌ۔

فَمَنْ كَفَرَ بِكُمْ ذَلِكُمْ فَانْتَفِرُوا، فَمَا لَكُمْ مَبِيتٍ وَالسَّيْلِ خَيْرٌ
تَطِيلُ، وَالْوَقْتُ لَيْسَ بِمُعِينٍ۔

وَمَنْ وَأَقَانَا نَفْسِهِ، كَانَ مَعْنَا فِي الْبُنَيْنِ، حَيَاتِي مِنْ عَضْبِ الْبُرْجَانِ۔
فَقَدْ قَالَ جَدِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:
لَذَى الْعَسْفُ يُقْتَلُ بِعَسْفِ بِلَا، خَيْرٌ يَنَا حَيْدًا عَلَّشَانَا فَمَنْ
لَعَنُوا فَتَدْنُوا فِي رُفْعِ رُفْعِ لَنَا الْفَتِيمِ، دَلُوا لَعْنُوا بِلَيْبَانِهِ نَهْوْفِ
بِحَرْبِهِ لَعْنَةُ الْبَيْتِ۔

... وہب ان لوگوں کے شبہی نظراس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے کہ مجھے
اور میرے ساتھ جہلم میں شرکت کرنے والوں کو قتل کر دیں اور میرے
اہل حرم کو لوٹنے کے بعد قیدی بنالیں۔

ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں کو (حقائق کا علم نہ ہو، یا تم لوگ (میرا ساتھ چھوڑنے
میں اشد منگی محسوس کرتے ہو؛
دلو رکھو۔ ہم اہلبیت کے نزدیک کسی کو دھوکہ دینا حرام ہے۔
لہذا جو شخص دہان دینا پسند کرے وہ وہاں چلا جائے، رات
سایا فگن ہے، رات سے خطر ہے، اور وقت بھی دن کا نہیں ہے، لگسی
کو نظر آئے، کہ کون جا رہا ہے،

البتہ ہمدانی خاطر جان کی بازی لگانے کا وہ بہت ہی ہلکے سے
ساتھ۔ اور غضب خداوندی سے محفوظ رہے گا،

میرے ساتھ حضرت رسول اللہ نے فرمایا تھا،

میرا حسین، کربلا کے میدان میں، عالم عربت و تہائی میں پیاس
کی حالت میں شہید کیا جائے گا، اس وقت جو شخص اس کی مدد کرے گا

اُس نے وحییت میری مدد کی اور اُن کے فرزند اہل حق کی مدد کی۔
اور گناہوں سے اہل حق کی مدد و نصرت کرے اور قیامت اُن کے
مگر وہ میرا مال ہوگا

ایمان سے پہلے لاہور ۱۳۲۲ھ



پہلے شیخ عزیز علی فرماتے ہیں کہ:

شیخ شمس الدین امام حلی مقام علیہ السلام نے اپنے حواریوں و تلامذہ کے سامنے
جو نصیح و تبلیغ ظہر دیا اُس میں عمدہ و شگفتہ پڑھنے والے کے لئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَحْبَبَّ مَشَاهِدَ الْاَشْهُوْکُمْ وَ اَحْبَبَّ مَشَاهِدَ
وَضَعْفَتَا فِی الْاَوْثَرِ۔ وَ نَجَلْتُ لِنَا اَمْسَا مَا وَ اَمْسَا اِیْ اَمْسَا اِیْ اَمْسَا اَمْسَا
مِنْ مَشَاهِدِ اَحْبَبَّ۔

اِنَّا بِنَدْوٰ۔ خَابِیْ لَا اَعْلَمُ اَحْلَا اَوْفِیْ وَ لَا تَحِیْرُ اَمِنْ اَحْبَبَّ اَمِنْ
وَلَا اَهْلُ وَ یَتِیْ کَبِیْرٌ وَ لَا اَوْصَلُ جِنِّ اَحْلَا اَمِنْ۔

کَبِیْرٌ کَلَّمَ اللّٰهُ حَقِیْ حَسْبُ اَمِنْ۔

لَا اَرَا فِیْ مَدَّ اَلْبَتِّ کَلَّمَ فَ اَطْلَقُ لِقَوْلِنَا اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ
بِمَام۔

فَطَلْنَا الْاَقْبَلُ مَدَّ فَبِیْ کَلَّمَ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ

وَلَا یَا خُذْ مَعْلًا وَ اَحْبَبَّ مَشَاهِدَ مِیْرَ حَلِیْ مِیْرَ حَلِیْ مِیْرَ حَلِیْ مِیْرَ حَلِیْ مِیْرَ حَلِیْ

فَوَلَدْنَا اَقْبَلُ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ اَمِنْ

یہ ہیں کتب کی حلیت سے پہلے شیخ عزیز علی فرماتے ہیں کہ: شیخ شمس الدین امام حلی
کے شاگرد شیخ عزیز علی فرماتے ہیں کہ: شیخ شمس الدین امام حلی کے شاگرد شیخ عزیز علی

خداوند ا۔ میں تیری عبادت کھانا ہوں کہ تو نے ہیں تیرے
ذریعہ سے عزت بخشی اقرآن کا علم عطا فرمایا اور دین میں بصیرت دی۔
ہیں سماعت و بعادت اور قلب کی قوت سے، تو ازا، تو میں ہوں گے تو ازا
میں سے قرار دے۔

(نوٹ۔ یاد رکھو) بچا اپنے ساتھیوں سے زیادہ بلافاصلہ اور سب
ساتھی دیکھی سکے نظر نہیں آتے اور میرے اہل خانہ ان کے زیادہ
مددگار کرنے والا اور شکر، کوئی اور مظلوم نظر آتا ہے، خداوند عالم نے
لوگوں کو ہدیٰ طرف سے ہمارے غیر عطا کرے۔

» بچوں۔ میں نے تم لوگوں کو اہلادت سے دی ہے۔ تم سب کو
چلے جانے کی اہلادت ہے میں دیکھی جانے والے کی (مذمت نہیں
کروں گا۔ رات کا پون چھایا ہوا ہے، اے اپنی سولہی قرار دے اور میرے
سے نکل جائے۔

» ہاں تھے وقت، اور سفارۃ اہل حق کے لوگوں میں سے ایک ہیں اور
ساتھ سے ہلا، رات کی اس تمہی اور اور منتشر ہو جائے اور
ان لوگوں کو چھوڑ کر لوگوں اور دشمنوں کو میرے طالب کسی کی طلب
نہیں ہے)۔



مؤمنین نے بلافتان کھا ہے کہ:

امام حلی مقام نے جیسی خطاب کیا، سب سے پہلے قرعہ اہل حق
جہاں اسٹا اسلام کی خدمت میں گزراش کی:

لَنْ نَقْبَلَ اِلَّا بِمَشِيَّتِكَ لَنْ نَقْبَلَ اِلَّا بِمَشِيَّتِكَ لَنْ نَقْبَلَ اِلَّا بِمَشِيَّتِكَ

ایہ تو کبھی نہیں ہو سکا کہ تم آپ کے بعد زندہ میں خدا ہیں ایسا رکھی گئی ہے۔

ظہر شریفینہ زوالی لکھتے ہیں:

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: مَنْ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ لَمْ يَلْقَ اللَّهَ

امام کے بھائی حضرت عباس نے عرض کیا کہ:

میرے تو کبھی نہیں ہو سکا کہ تم آپ کے بعد زندہ میں

ظہر فرمائی:

کتاب مصنف علیہ السلام اور ظہر لکھتے ہیں

جناب شیخ مفید طبرستان نے بھی لکھا ہے کہ:

بَدَأَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي تَبْيِيحِ عَدْلِهِمْ اسْتِغْلَامًا وَاجْتِمَاعًا لِجَانَةِ

تخلیہ و تفتکنا پریشانی و عشق۔

سب سے پہلے حضرت عباس بن مسلم علیہ السلام نے یہ بات فرمائی اور

ان کے بعد امام علیہ السلام کے سارے ساتھیوں نے اسی انداز سے

اپنی وفاداری کا اظہار کیا

اور شاہ شیخ مفید صومندہ ۱۰ مجاہدین شرف

قتل حوالہ سے

قَالَ لَهُ ابْنُ مَرْزُوقٍ: وَأَنَا خَلِيَّةُ اللَّهِ ابْنِي جَنَّتِي:

مَنْ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ لَمْ يَلْقَ اللَّهَ

چنانچہ امام حسین علیہ السلام کے بھائیوں بیٹوں بھتیجیوں اور

عبداللہ بن جعفر کے فرزندوں نے بھی کہا:

(۱۲۱)۔ ہم تو یہ کبھی نہ کہہ سکتے کہ آپ کے بعد باقی رہیں خدا و ملازم

وہ دن بھی نہ دکھائے (کہ ہم آپ کے بغیر زندہ ہیں)

قتل حوالہ سے محمد بن حنفیہ ۱۰۰۰ قبل اللہ صومندہ
۱۰۰۰ قبل اللہ صومندہ



خطبہ دینے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباس علیہ السلام

اور اصحاب باوفا کو حکم دیا کہ تمہیں کو ایک جنگی کمر کے طنائوں کو ایک دو سکر سے

بیوست کر دو اس کے بعد تمہیں کے اور کو خندق کو دو کوس میں نکلیاں پھر دو تاکہ

شہوت کے وقت اس میں آگ روشن کر کے قیام کی حفاظت کا اہتمام کیا جائے

اور اس کے بعد اصحاب و عساکر کمرت اور فریق



صلاب کبریت امر کی عمارت سے استفادہ ہوا ہے کہ:

حضرت عباس علیہ السلام نے شرب بیٹوں چلہ قسم کے فرائض کی انجام دہی

میں گذاری۔

(۱) اپنے بولند محترم سر کا بیدار شہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرح

موجبات ہوتے ہیں کبھی دگر، کبھی جود کبھی قیام کبھی خود فرماتے ہیں کبھی دعا کیلئے

استعاضا سے ہیں کبھی تضرع و زاری کرتے ہیں۔

(۲)۔ مصلانے عبادت سے اٹھ کر قیام اہلبیت کے اطراف کا ہاتھ ملتے ہیں

اور مخاطب یا ہمیں ملنا اہتہاک صرف کر دیتے ہیں۔

(۳)۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرمان کے مطابق جو خندق انہیں

کے اور گود کو روکی گئی تھی اس میں نکلے اور کمرت طوطے سے جگ کرتے ہیں۔

ہزبر و شہادتین امیر لشکر حسین

اسے امت میں کسی شخص کو نابل نہیں ہو سکتا کہ حضرت عباس علیہ السلام نہ صرف سرکارِ شہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے قوتِ بازو تھے، بلکہ وہ درحقیقت پورے کائنات کی طاقت تھے، اسی لئے عیدینِ مسلم نے اعتراف کیا ہے کہ:

امام حسین علیہ السلام کے تمام اصحاب انصافاً شہید ہو چکے تھے، لیکن جب تک حضرت عباسؑ زندہ تھے اس وقت تک پیرِ نبویؐ فوج میں کسی شخص کو ریشہ نہیں تھی کہ وہ امام حسینؑ کا لشکر کوٹنے میں کامیاب ہو سکے گا۔

عقدِ خمیرِ شہداء فوجِ عباسی علیہ السلام نے دکھا ہے کہ
 ترقی یافتہ حضرت عباسؑ کے ہاتھ اپنے جانیوں کی شہادت کے بعد، امام علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گنہگار کی۔

”آقا کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں بھی آپ کے قدموں پر اپنی جان قربان کر دوں۔“

یہ بات سن کر امام علیؑ کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ شدتِ گریہ سننے ساتھ نہ رہا،

برادرِ بن! تم تو میرے لشکر کے علمبردار ہو، اگر تم باقی نہ رہے تو درحقیقت لشکر ہی باقی نہ رہا۔

۱۱۳)۔ اپنے جہانوں نیرغاذان بنی ہاشم کو جن کو کسے فراتے ہیں کہ،
 ”وکیو۔ کل استمان کا دن ہے تم لوگ اس طرح جہنمی جنگ کروا کر دنیا میرت زور رہا تے۔ اور دوسروں پر بہت سے جانے کی کوشش کرنا لے۔
 اور چونکہ مذکورہ بلا تمام اُس کو، آپ نصرتِ امامی کیلئے اہتمام دے رہے تھے اس لئے تم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عباسؑ علیہ السلام نے ظالموں کی شبِ چاند قسم کی جملہ تواریخیں گزالی۔

بتیلا شاعرہ

میری ہر فکر کا مقناں نظر ہیں عباسؑ
 میں اسی سمت میں پلٹا ہوں جہاں عباسؑ

ان کے پہننے نبی زور کو نہ پہنچا کر نہ
 گویا میں ابوطالب کی نظر میں عباسؑ

اُس شہادت کے منی کا بہت کمال ہے
 پوچھو جنس و ناس کا کہ میں جو باسؑ

حضرت عباس نے عرض کی۔ ۱۰ سے آقاؐ دنیا کی زندگی سے سیر ہو چکا ہوں۔
 رشتہوں کی ہرزہ سرفانی سے میز سبزہ تنگ ہو۔ باجے صلب اجانت و بیچنگ،
 میں ان منافقوں سے نبو آدمائی کر کے اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں۔
 امام علیؑ السلام نے فرمایا۔ اچھا اگر جانا ہی چاہتے ہو، تو بچوں کے لئے
 پانی لاسنے کی کوشش کرو۔

میں کے بعد حضرت عباسؑ رضی اللہ عنہما رضی اللہ عنہما کی خدمت
 میں حاضر ہوئے، شکبہ سکینی اور فرات کی طرف روانہ ہوئے۔
 دشمنوں کے ہتھیاروں سے بچے تو انہیں ہر گنہگار سے پند و نصیحت فرمائی۔
 لیکن ان پر جنتوں پر آپ کے کلام کا کوئی اثر نہ تھا۔

ادھر قریبوں سے جنوں کی "اسطش" - اسطش کی صدا بلند ہو رہی تھی۔
 حضرت عباسؑ علیہ السلام گھوڑے پر بول رہے، نیز کوسبغیلا، اور شکبہ کو نہر کی
 طرف روانہ ہوتے یہاں نہر کے کنارے چالیس لاکھ مسلمان تھے جس نے ہر طرف سے
 گھٹ کر گھیر رکھا تھا کہ انہما سے کوئی شخص وہاں نہ پہنچ سکے۔

اس جگہ صاحب اسرار الشہادت کی یہ عبارت بھی قابل ذکر ہے کہ:
 چونکہ حضرت امام حسینؑ علم الامت سے جانتے تھے کہ کلب عباسی کی شہادت
 کا وقت نزدیک آچکا ہے اس لئے خلیفہ عباسی کی روانگی کے بعد امام حسینؑ نے
 پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے۔

حضرت عباسؑ نے موسیٰ کو کہا کہ آپ کے پیچھے کوئی مددگار ہے اور نالہ و شہین
 گمراہ ہے مگر وہ کچھ تو امام علیؑ کے مقام نے باپ تم گریں و دل سوزوں آواز دی۔
 "بیانی عباسی۔ ذرا شہرہ رجاؤ۔ تمہیں ایک بار ادب کی بھر کے دیکھ لوں۔"

یہ سن کر خلیفہ عباسی نے بھی گریہ فرمایا۔

امام حسینؑ گمراہ نہ گئے۔

اس کے بعد دونوں جہانوں کے دوسرے سے نکل کر آئے اور اس قدر
 روئے کہ بے ہوشی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

پھر حضرت اجالت نے پانی کی طلب میں فرات کی طرف روانہ ہوئے۔
 ملاحظہ فرمائیے۔

انوار الشہادت علامہ یزدی ص ۵۰

علامہ قزوینی نے اس کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

دو لڑوں جہانوں کے بیسوں آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی
 بہانے لگے، ان کے رونے کی کیفیت ایسی تھی کہ فرشتوں کے ہاتھوں سے جہاد
 قتل کی ہاک چھوٹ گئی۔

حاکم الملکوت کے ذوق میں گویا درلود کی کیفیت پیدا ہو گئی۔

صواعق لاہوت کے باشندے عباسی واقعہ کو دیکھ رہے تھے، حضرت ابن عباسؑ
 کی گھبراہٹ منہائی کرنے والے جبریل امین اور تمام قدسین عالم ملکوت میں یزید
 زبر کی کیفیت پیدا ہو گئی، جن کا ہر گمراہی خون بہنے لگا اور حرا کے چاند اور قضا کے
 یسور گویا خاکستر ہونے لگے۔

ریاض الشہادت جلد ۱ ص ۱۰۰ - مطبوعہ ایران

صاحب انوار الشہادۃ اور محاسن الشہین کی جلدت ہے:

رفعتی بکرتہ فیہ الی السماء وقال،

الْمَوْتُ وَسَيِّدِي يَا رَبِّدْ أَخْتَدُ بَعْدَكَ وَأَعْلَمُ لِيهِمْ رِوَاةً وَأَوْلَا لِحَالِ تَرْبِيَةِ
الرَّعَايَةِ

(حضرت عباسؓ طراد نے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی:

”خدا دلو! میں دوستی کا سامان کرنا چاہتا ہوں کہ ان بچوں کے لئے پائی
کی ایک شک بھری ہو۔ اس کے بعد حضرت عباسؓ طراد جو بیعت شہادت کے
شیر تھے، اپنی موت و شہادت کے ساتھ آگے بڑھے اس دوران آپ بڑھ چکے
ہوئے تھے۔

لَا أُرْهِبُ الْمَوْتَ إِذَا الْمَوْتُ تَرَقَا

حَتَّى تَوَأْنِي فِي الْمَضَائِبِ لِقَا

قَسْبِي لِنَفْسِي الْمُسْتَقْبَلِ طَرَقَا

إِنِّي أَنَا أَهْمِيَانِ أَخْتَدُ وَإِيَّا سَمَا

وَلَا أَخْلَفُ الْاَلْفَ فِيمَ الْاَلْتَقَا!

جب موت چنگاڑ رہی ہو تب بھی میں سرتے سے نہیں ڈرتا۔
یہاں تک کہ اس میں لوگوں کے درمیان جو طواریں کھینچے ہیں
ہر طرف سے ڈوب جاؤں۔

میری جان، حضرت عمرؓ کے پاک و پاکیزہ فقیہ پر قرین
دلو!۔ تم لوں میں عباسؓ ہیں۔ (بچوں کی ستانی کیلئے نکلا ہوں اور
نچوڑاؤں کے دن مجھے کسی تکلیف کی پروا نہیں ہوتی)!

اس کے بعد آپ نے ایسا دلیرانہ طریقہ اختیار کیا کہ شکر جو فرات کے کنارے

پ: بحوالہ صحیح مسلم، صفحہ ۱۰۰

سامنے پایا ہو گیا اور جیسا کہ باب تاریخ نے تصریح کی ہے:
حضرت عباسؓ طراد علیہ السلام میں طرف بھی حملہ آور ہوتے تھے شامی غزلی
اس طرف سے جاگتی تھیں جیسے شیر کو دیکھ کر بھڑکے ہیں جہاں بھی ہیں:
اس جگہ ابو مخنف نے آپ کے بڑے بھائی اشعرا نقل کئے ہیں۔

لَا أُرْهِبُ الْمَوْتَ إِذَا الْمَوْتُ تَرَقَا

حَتَّى أَوْلِيهِ يَتَمَاجِدُ الْاَلْقَا

إِنِّي مَسْبُورٌ شَاكِرٌ يَا لَيْسَ لَتَقَا

وَلَا أَخَاتُ طَارِبَاتٍ مَلَقَا

بَلْ أَخْرَيْتُ الْاَلْمَا مَوْا كَفَرِي الْاَلْقَا

إِنِّي لَمَا الْاَلْمَا مَوْا مَسْبُورٌ يَا لَيْسَ لَتَقَا

میں موت بلند ہو کر آسمان پر آجاتے تب بھی سرتے سے میں
نہیں ڈرتا جب تک کہ موت سے ہرگز نہ ہرگز تنگ نہ ہوں۔
میں ارطال کے صحن پر بہت جھرو شکر سے کام لیتے دلا ہوں اور چاہے کوئی بھی
صحبت آجاتے میں اس سے نہیں گھبراتا۔

بلکہ سوں پر لڑتا ہوں اور تنگ کی جگہ لا سیرا کو چلک کر دیتا ہوں۔ میری
جاس ہیں جو بوقت جنگ بہت تھکتے ہیں۔ (میری جان پاک و پاکیزہ فقیہ پر قرین
دلو!)

(قتل ابی عتق، صفحہ ۱۰۰)

آپ بڑھ چکے ہوتے تھے اور دشمنوں کو مارا اور کوفی اتار کر تے جا رہے
تھے یہاں تک کہ اسی مشام میں کو راہ میں مجرم کو کے گلاٹ پر قبضہ کر لیا۔

نہر کے اندر نسل ہوئے سو گئی ہوئی مشک کوڑ کرنے کے بعد اس میں پانی
 بھرا اور پر توڑی تین دن کے بعد کئے پر اسے تھے، مگر تجو میں پانی سے کہ دشمنوں
 کی طرف اچھل رہا۔ گریبت ناچار وہاں پہنچا کہ
 ہیں مجھ پر کھانا، صرف اسٹان کی تزل کے کھانا اور کم لاہلہ اسلام کی بندہ
 پر ہنساوش رہے۔

تو جنین کی جلوت ہے،
 قَسَمٌ مِّنَ السَّلَاةِ وَمَلَأَ الْبُرُودَ وَخَلَّهَا غُلُقُوتًا وَالْأَقْوَابُ تَدْوُوهُ
 بَقَرَةُ الْعِيَامِ
 آپ نے تیارے پانی پیکنے کے بعد مشک کوڑ کیا اور اسے ٹانہ
 کاڑھ پر لٹا کر مینا ہوتی تھی، کی طرف رخ کیا،
 جملہ شاعرہ

تجاس لئے مشکیزہ جب آتے قریب اصل
 پیاسے کی قدر بڑی کیتے تھی تڑپ کر آئی!

کاڑھ پر مشک اور باتوں میں علم نے ہوئے آپ تیرہ مادی سے خیر گاہ کی
 طرف روانہ ہوئے، اگر سہلہ از جلد نیا سے کچوں تک پانی پورنچ ہائے لیکن جیسے
 دشمنوں نے یہ دیکھا کہ حضرت تجاس پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ لے کر خیمہ گاہ کی طرف
 جا رہے ہیں، ہر لڑوں مینوں سے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا، اور آپ نے تن تبا شمشیر زنی
 کرتے ہوئے ان کا ہر لڑے مقابلہ کیا، اور پوری کوشش سے کسے ڈھتے رہے۔
 اسی آند میں ایک ملعون نے کہین گاہ سے آپ کے پیچھے چھپ کر آپ کے دہانے
 شانے پر ایسا ہار کیا کہ آپ کا ہاتھ تسلیم ہو گیا!

حضرت تجاس نے فوراً مشکیزہ بائیں کندھے پر رکھا، اور خیر گاہ کی طرف روانہ
 ہوئے، اس وقت آپ کی زبان پر آند تھے۔
 وَاللّٰهُ اَبْنُ قَلْبَتُمْ وَيَهْنِي

إِنِّي أَخَابِي أَنبَا حَقِّ دِينِي
 وَحَقِّ إِمَامِ صِدْقِي وَأَتَقِي
 جَبَلِ شَيْخِي أَمَّا هَذَا الصَّيْنِ

دشمن لوگوں نے اگرچہ میرا دہانا اتنا کھٹا دیا ہے۔ مگر خدا کی قسم میں
 ہمیشہ اپنے دین کی حمایت کرتا ہوں گا۔
 اور اپنے صلوات و یقین امام کی حمایت و نصرت میں رہوں گا، سو
 پیچھا کر کے ہائزہ اور امانت دلاؤ فرزند ایمان

والد سلام نے اس موقع کی منتظر کئی کو تھے ہرے کھابے۔

دوہاں اس قدر کا بھلا کیا کہ کبلی کی طرح پوری فوج پر لٹ پڑنے داہنی طرف
 کی فوج کو بائیں طرف اور بائیں طرف کی فوج کو دائیں طرف المقتے ہوئے پڑتے
 ہلتے تھے۔ یہ لشکر داہنے بائیں اس طرح بھاگا جس طرح شیر کے حملہ کرنے سے
 بیٹر بکریاں بھروساں ہو کر بھاگتی ہیں۔

ایک شخص نے درخت کی آڑ میں چھپ کر اس زہک کی تلوار لہری کر آپ کا لہانا
 ہاتھ کٹ کر گر گیا، لیکن آپ نے فوراً مشک بائیں کاڑھ پر رکھا اور تلوار بھی اسی
 ہاتھ میں لے کر دشمنوں کو لہرتے اور گھونٹے کو دوڑاتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ پیر
 ایک ملعون نے دشمن گاہ میں چھپ کر آپ کے بائیں بازو پر لڑ کر دیا (اور آپ کا دوسرا
 ہاتھ بھی کٹ کر گیا) تو آپ نے علم کو سینے سے لٹا دیا، مشک کو دانتوں سے پکڑ لیا

اور کاب سے گورنر کے ایڑ لگاتے ہے تیز رفتاری سے چل جا رہے تھے کہ ایک شخص نے
 گھسے ایسا تیرا اس سے رشک بھر گئی مسرا پانی بہ گیا۔
 اسی دوران ایک اندر تیرا کپ کے سینے پر لگا اور ایک جلدی گز کپ کے برقعوں
 پر پڑا جس کے نتیجے میں آپ زمین پر شریف لائے۔
 جناب شیخ جناس قس نے کہا ہے کہ،
 اس وقت آپ کی زبان پر یہاں شہادت تھی،
 یا قَسُّوْاْ نُوْحًا وَنُوْحًا مِّنْ نَّحْوِ الْغَابِ
 وَالْبَعْرِوْفِ مِّنْ نَّحْوِ الْغَيْبِ
 نَحْوِ الْغَيْبِ السَّنِيَةِ لِلْمُشَارِبِ
 كَلِمَةً فَلَقُوا بِبَيْتِهِمْ بَيْتًا
 فَاَصْلِحُوا بِرَأْيِ خَيْرِ النَّاسِ
 اسے غس اس میں کفر و منکرم سے نہ ڈرتا۔
 تجھے غصہ کو تیرا عالم کی رحمت کی بشارت ہو کر اس دنیا سے جانے
 بعد تم اپنی تیرا کرم کے جواز میں ہو گئے جو سید مسرولہ اور (گل کے خند
 ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے میرا بائیں ہاتھ بھی کاٹ دیا۔
 اے پالنے والے۔ انہیں (اصول حق پر مشرک) تھے۔

حضرت جناس نے امام علی مقام کو کولہ دی۔
 اے آقا۔ اس غلام نے بھی اپنی جان نثار کی۔ اے جہاں

۱۰۔ تاریخ اہل بیت، کلام الامام والیہ۔
 ۱۱۔ پہلا لفظ جلد ۳۰: ۳۱۰ (بحوالہ تفسیر الامالی جلد ۱، صفحہ ۳۰۴)

میری شہید لیجئے۔
 صاحب مناقب کے افسانہ میں کہ،
 حضرت جناس نے فرمایا کہ:
 يَا اَخَاهُ الْوَلَدُ اَشْخَفُ اِمَّا بَعِيٌّ اَمْ بَعِيٌّ اَمْ بَعِيٌّ
 بقول مشاعرہ

جناس پکارے کہ خبر لیجئے آکر
 مولانا سلام آپ کا نزدیک ہے

صاحب فتح حسین نے کہا ہے کہ: فَنَسَاخَ الْغَيْبِ
 حضرت جناس کی فریادیں گراما علی مقام کی پہنچ چکی تھیں۔
 بیانت فرمایا۔

اَلَا اِنَّ اِنْفِصَالَكَ لَمِنْ وَرَثَتِ بَيْتِي
 اب میری کمر لوث گئی اور زاہد سپاہ و تہذیب مسدد ہو گئی
 اور صاحب روایت شہد کے افسانہ میں ہیں:
 آہی انہ امام حسین میرا کھنڈہ نہیں جو دلا انہ حقیقت میں
 ہلہذا صدقہ۔
 حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایسی کہ مسدد چپی کہ سوزن
 کو بلا حشر تھرا اٹھی،

امام علی مقام: جب جناب جناس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ غلام
 ۱۲: عقبہ بن شہر آشوب، ۱۳: روایت شہد، ۱۴: ۱۵: خود ہی ترمیم کے ساتھ۔

میں ڈوبے ہوئے ہیں آپ کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں سینے میں تیروں سے پرست ہیں۔
سورگیز گراں بد لگنے سے سر شگافت ہو چکا ہے۔

امام علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا تو بے ساختہ فرمایا:
مَا أَحَاءَ نَا حَيَاتَانَا وَامْتَحِنَةَ قَلْبِنَا وَفَرَسَةَ سِنَانِنَا وَاقْلَةَ دَعْوَانَا
اِحْسَانًا عَلَى قَلْبِنَا فَكَلِّ

(ہائے بھائی۔ ہائے عباس۔ ہائے میرے قلب کے کون۔ ہائے
میری آنکھوں کی تندک۔ ہائے بے نام و مددگلا۔ تمہاری بڑائی میرے لئے
بہت سخت ہے)۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

كَمْ مَرَّ بِقَلْبِكَ ظَنَنٌ يَهْتَابُ حَسْبِي
وَيَكْفِيهِ اِنْكَوَتْ حَقِي اِلَى اِسْلَامِ
تَلْفُوًا يَطْلُعُ نَدَاكَ اَيُّهَا السَّيِّدِ
وَالْقَلْبُ شَبِيهِ نَيْتِ التَّيْنِ السَّابِي

(اے عباس)۔ دشمنوں نے تمہیں قتل کر کے وحقیقت کو امانتوں
کی گرفتاری اور ان کی گرفتوں سے اسلام کی قوت ٹٹ گئی۔
ان لوگوں نے تمہارے ہاتھوں کو کٹ کر وحقیقت بے پیغمبر کے ہاتھوں
کو کٹ دیا۔ اور اس کے گھٹنے سے نئی اکرم کے ہاتھ کٹ گئے۔

ابرہہؓ کا یہ نکتہ ہے کہ:

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جناب عباسؓ کو زخمی حالت میں اٹھا کر غم
میں لے جانا چاہا مگر حضرت عباسؓ نے گدازش کی:

اللہ وفضل الشہداء۔ مخزن حسینہ (مجموعہ کتب و تصانیف) ۱۹۴۳ء۔ ۱۶۵۔

يَا نَفْسِ حَبِيْبَتِ سَوَّلِ لِحَالِي عَلَيْنِكَ اَلْوَجْهَانِي وَوَسْوَسِي فِي مَكَانِي خَالِي
بَدَا لِي مَسْتَحْيِيْنَ مِنْ اَتَيْتِكَ مَحْبُوْبِي

(اے بھائی۔ آپ کو نا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سنتی کا واسطہ کہ مجھ نے اٹھائے بلکہ اسی جسگہ پہنچے کیوں میں آپ کی
بچی سیکڑے سے شرمندہ ہوں)

ملاحظہ فرمائیے:

۱۰۔ اسرار الشہادت، بیروت، لبنان

بعض موقعوں نے کچھ اور وصیتوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جب جناب عباسؓ
وصیت کر چکے اور صلہ سفر انور ہوئے تو امام علیؓ نے ان کا مقام سے انھیں مخاطب
کر کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

اَيُّهَا النَّوْبُ يَهْتَابُ سَبِيْقِي
لَيْلِي مَا كُنْتُ كَلِمَةً مِنَ الْحَقِيْقِي
يَا بَنَ اَبِي اَلْفَتْحَةِ اِنَّكَ حَقِيْقِي

تَشَافَقُ لَللَّهِ كَانَا مِنْ نَبِيْقِي
اَيُّهَا مَنْ اَكُنْتُ حَوْفِي
عَلَى مَلِّ النَّوَابِيْ فِي الْمَقِيْبِي
فَبِحَقِّكَ لَا تَلِيْبُ نَاخِيْرَانَا

سَبِيْحِي فِي الْعَدَا اَبَا عَلِيْ اَلْحَبِيْبِ
اَللَّهِ شَاكُوَا اَبِي وَ مَبِيْعِي
فَقَالَ قَدَّاءُ مِنْ ظُلْمَا وَ مَبِيْعِي
اے میرے بھائی۔ اے میری آنکھوں کی تندک! اے میرے

قوت باد! تم میرے لئے ایک رکن و قین رلاق امتلا ستون
کی حیثیت رکھتے تھے۔

اے بولہ۔ تم نے اپنے بھائی کے ساتھ ساری زندگی گزارا ہے۔
یہاں تک کہ تم وہ شہادت پر فائز ہوئے اور خداوند عالم نے تمہیں
جام کوڑے سے سیراب کیا۔

اے چمکے ہوئے چاند۔ تم ہر قسم کے مصائب اور تنگدوش
حالات میں میرے معین و مددگار رہے۔

اب تمہارے بعد نہ ملے گی میں کوئی خوبی باقی نہ رہی، اب غریب
کل ہی ہم لوگ لادھی طور پر بارگاہِ احدیت میں، تمہا ہوا تھا۔
خدا کی بارگاہ میں دن و شبستان دین کی شکایت بھی کرتا ہوں (لو
تہلی جسے لئی پر جس بھی، اور میں شکایت اور پریشانی کا سامنا کر رہا ہوں
راکھنے ہی اس کی بارگاہ میں فریاد ہے)

ملاحظہ فرمائیے: (سرورِ مہلہ)

دیا نے علوم الٰہی تمہارے مرثیہ اور حضرت علامہ علی علیہ السلام نے لکھا ہے کہ:
قریبی ہستم حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ نے
شاہی افواج کو خطاب کر کے فرمایا:

لَقَدْ تَقِيمُ مَا قَسَدُوا قَوْمٍ بِبَيْتِهِمْ

وَمَا أَفْتُوهُنَّ إِلَّا بِحُجَّتِهِمْ

اَنَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ وَلَا مَعَهُمْ

أَنَا عَفْوٌ مِنْ تَسْبِيلِ الْحَبِيئِ السُّدِّ

أَنَا كَلِمَةُ اللَّهِ تَجَلَّى فِي آفِيءِ قَوْمِكَ

أَنَا مَلَكٌ مِنْ خَيْرِ الْمَلَائِكَةِ أَحْسَنُ

بَيْتِهِمْ وَأَخْبَدُوا بِمِثْلِهِمْ بِبَيْتِهِمْ

فَتَوَفَّ تِلَاوَةً وَأَخْرَجُوا نَارَ نَوْذَةٍ

اے بدترین قوم۔

تم لوگوں نے اپنی سرکشی کی بنا پر ہم پر قہری کی۔ اور حضرت
محمد (ص) کے دین کی عظمت کی۔

کیا وہ ذات پیغمبر جو تمام ہرکسلیں میں سب افضل تھے انہوں نے
ہمارے بارے میں تم لوگوں کو وصیت نہیں کی تھی؟۔ اور کیا ہم لوگ

(دن ہی) پیغمبر کی اولاد نہیں ہیں، جن کو تاہم (ابھی حاصل تھی)۔

کیا ایسا نہیں ہے کہ حضرت (فاطمہ زہرا) ایسی مایہ ناز تھیں کہ
تم میں سے کسی کی...! لہذا کیا وہ کائنات کی سب سے بہتر تھی اور خیر تھی
ختم مصطفیٰ کی بیٹی نہیں تھیں۔؟

تم لوگوں پر ہفت پر۔ اور کون جو تم کے تم لوگ ترکہ ہونے لگی
بنا پر ڈھیلہ ڈال رہے اور پھر غریب (دوستانہ) جاننے کے بعد
اس جہنم میں پھینکے جاؤ گے جس کے شعلے بہت بلند ہیں)



یہ تمہارا وارث ہے، صوفیوں کا (ملاحظہ فرمائیے) (سرورِ مہلہ)

زندگی جیساں کی ہے وقف شاہ مشرقین
یکہ کو اسے عرق تم ہی بندگی جیساں سے

حضرت جیساں ملدار نے کچھ ایسی مشاں سے اپنے آقا کی اطاعت کی۔
جسے ہلے لہر مسوین طہم مسلم نے برابر خواجہ حسین پیش کیا۔
ہم صرف خود کے طور پر چند جہازیں پیش کرنے کی سعادت حاصل
کہتے ہیں،

ہمارے نہایت بلند مرتبہ عالم دین اور اپنے وقت کے دہریہ عقیدہ۔
جنہیں ان کی راست گفتاری اور کلام کی صداقت کی بنا پر اپنی اور خیروں نے
"مدوق" زہیت نیاں سچا کے نام سے یاد کیا
اپنی کتاب "انضال" میں لکھتے ہیں کہ،

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لِقَبَاسٍ، لَقَدْ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْ اَخْلَافِ بَنِي سَعْدٍ
فَلَمَّا نَزَلْتُ لَمْ يَلْمِ اللّٰهَ جِبَا حَتّٰی يَلِيْزُ مَهْمَا مَخِ الْمَلِكُ يَلْبَغُ فِي
الْبَيْتِ كَمَا جَعَلَ الْجَعْفَرِيُّ يَبْنِيْ كَالْبَابِ۔
وَلَا يَلْبَاسُ هُنْدًا، اللّٰهُ يَلْبَسُ رُحْلًا مَبْرُؤَةً يَنْسِيْطُهَا مَلِيْطًا
جَبِيْحُ الشَّقِيْطُ، اَوْ يَلْبَسُ لِقَبَاسَةً۔

رحمہا کی رحمت ہو میرے پچا جیساں پر۔
انہوں نے قربانی پیش کرنے میں پورا ایشیا کیا "امتحان گا ہا
کا یہاں حاصل کیا اور اپنی بسان اپنے جہاں پر تولا کی۔
یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے گئے تو نہ لانا

آپ کا مرتبہ

قدیسی صاحب اہم حضرت جیساں ملدار علیہ السلام،
امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی تملوں کا کوہن کو جیساں
لکھتے لائے۔

جہاں جنت کے سرور اور پیغمبر اکرم کے خاصوں اللہ تعالیٰ کے جلد
کے ساتھ پر دل پر ہے۔

اپنے پد ہندو کے ساتھ جب زمین میں شرکت قرانی۔
نام جن جہاں علیہ السلام کے ساتھ رسول دمان کا سفر امتداد کیا۔

ادب "ہر جب سندہ جہاں کو سر لایا شہدا حضرت امام زین علیہ السلام
نے مدینہ منورہ سے وہ سفر امتداد کیا جس کی اتہا کرم کے معرکہ کا زور پر ہے۔
تو اس سفر میں حضرت جیساں ملدار قدم قدم پر اپنے آقا جہاں "تحت خدا" اعلام
وقت کے اس طرح ساتھ تھے جیسے پروردگار کا طرف کرے۔

ادب "ہر جب سندہ جہاں کو سر لایا شہدا حضرت امام زین علیہ السلام
نے مدینہ منورہ سے وہ سفر امتداد کیا جس کی اتہا کرم کے معرکہ کا زور پر ہے۔
تو اس سفر میں حضرت جیساں ملدار قدم قدم پر اپنے آقا جہاں "تحت خدا" اعلام
وقت کے اس طرح ساتھ تھے جیسے پروردگار کا طرف کرے۔
ادب "ہر جب سندہ جہاں کو سر لایا شہدا حضرت امام زین علیہ السلام
نے مدینہ منورہ سے وہ سفر امتداد کیا جس کی اتہا کرم کے معرکہ کا زور پر ہے۔
تو اس سفر میں حضرت جیساں ملدار قدم قدم پر اپنے آقا جہاں "تحت خدا" اعلام
وقت کے اس طرح ساتھ تھے جیسے پروردگار کا طرف کرے۔
ادب "ہر جب سندہ جہاں کو سر لایا شہدا حضرت امام زین علیہ السلام
نے مدینہ منورہ سے وہ سفر امتداد کیا جس کی اتہا کرم کے معرکہ کا زور پر ہے۔
تو اس سفر میں حضرت جیساں ملدار قدم قدم پر اپنے آقا جہاں "تحت خدا" اعلام
وقت کے اس طرح ساتھ تھے جیسے پروردگار کا طرف کرے۔

ان کے خوش انھیں دربار عطا کئے، جس کے ذریعہ سے وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔

جیسا کہ جناب جعفر طہا، ابن ابی طالب کو عطا کئے گئے اور دوسرے ام عمر، عباس کا مرتبہ، خداوند عالم کے نزدیک اس قدر بلند ہے کہ قیامت کے دن تمام شہداء ان پر رشک کریں گے۔

امام ششم حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے، قرنی ہاشم حضرت علیؑ کو فرمایا:

سَلَامُ اللَّهِ وَسَلَامُ مَلَائِكَتِهِ الْمُقَرَّبِينَ وَأَيُّهَا يَا أَيْمَنَ الْمُسْلِمِينَ
وَجَبَابِرِ الصَّالِحِينَ وَجَبَابِرِ الشُّعَدَاءِ وَالْقَدَمَاتِينَ وَالْقَائِمَاتِ
الطَّيِّبَاتِ يَا أَفْتَدَى وَمَشْرِخَ عَلِيٍّ يَا بَنِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
خدا کا سلام۔

خدا کے مقرب، بانگاہمشرستوں کا سلام۔

اس کے انبیاء ترسلین کا سلام۔

اللہ کے تمام صالح بندوں کا سلام۔

تمام شہداء اور مستدین کا سلام۔

اسامیر المؤمنین کے فرزند۔ ہر صبح و شام، آپ پر نیابت

پاک و پاکیزہ و درود و سلام نازل ہوتا رہے۔



ملاحظہ فرمائیے: نسائی شیح صدق علیہ السلام، جلد ۱، صفحہ ۱۷۵

مزید فرمایا:

أَشْهَدُ نَفْسًا بِالتَّسْلِيمِ وَالشَّهَادَةِ وَالزُّوْلَمِ وَالنَّبِيَّةِ حَقًّا لِعَلَّابِ النَّبِيِّ
مَنْزِلَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْمُرْتَبِلِ وَالْبَيْتِ الْمُتَجَبِّبِ وَاللَّيْلِ الْأَمَامِ وَالْوَلِيِّ
الْمُنْبَغِ وَالْمَنْظُومِ الْمُتَقْتَمِ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ:

آپ نے حضرت رسولؐ کو تصدیق کی اور طیبہ کے واسطے سے،
مقبول ہوئے، پیغمبر، عالم رہنا، وحی سنی اور ظلم و ستم سیدہ امام کے
ساتھ) سر تسلیم خم دکھا، ان کی تصدیق کی۔ ان کے ساتھ وفا کی اور
اخلاص رہا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے یہ جملے ہی ملاحظہ فرمائیے جو آپ قرنی ہاشم
حضرت عباسؑ کو فرماتے تھے۔

أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَأْتَيْتَ فِي النَّبِيَّةِ فَأَسَلَيْتَ حَنَانَةَ الْعَجَلِ
فَبَشَّرَكَ اللَّهُ فِي الشُّعَدَاءِ وَجَعَلَ مِنْ وَجْهِكَ مَعَ كُرْوَانِ الشُّعَدَاءِ
فَأَعْلَفَ مِنْ جَنَابِهِ أَحْسَبًا مَبْرُورًا وَأَقْبَلًا مَبْرُورًا فَذَرَفَ فِي عَزْرِكَ
بِطَبِيبٍ وَحُزْنِكَ مَعَ الْبُطِينِ وَالْمُتَقِينِ وَالشُّكْرَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَحَسَنَ أَوْ رَيْكَ رَضِيًا

(میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے انہماںی اخلاص سے کام لیا،

اور آنوی کو ششیں بھی (نصرت امام میں) صرف کر دی۔

خداوند عالم آپ کو شہداء میں جوڑ کر ہے، اہل آپ کی

روح کو اور اہل سدا کے ساتھ رکھے۔ آپ کو جنت کے،

علمدارِ کربلا مولانا عبّاسؑ کے معجزات

تحقیق و پیش
عالیہ ایوب

عقلمند پبلیکیشنز

ملہ اوپن اسٹریٹ، 18168 کراچی 74700 پاکستان

باغات میں وسیع ترین منزل اور افضل ترین فرقہ عطا کرے۔
آپ کے ذکر کو بلند و بالا لوگوں کے دلوں میں رحمت عطا کرے۔
آپ کو پیروں، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ روزِ حشر ملانے
اور سب بہترین ساتھی بنانے کے لیے

آنورم پہنچانے کا نام، تمہیں خدا تعالیٰ میں آسماں مبارک وصول کرنا نصرت
تمام آلِ محمد علیہ السلام کے ایک فرمانِ مقدس کو پیش کرنے کی سعادت عطا کرتے ہیں۔

زیادتِ ناکحیکہ میں آپ سے فرمایا ہے:
اَسْتَلِمُ حَلِيَّ اَبِي الْفَضْلِ لِقَبَائِحِمْ مَبْرُورًا مَبْرُورًا مَبْرُورًا
اخلاہ وفتیہ۔

حضرت ابوالفضل عباسؑ فرزند امیر المومنینؑ علیہ السلام، پر سلام
لا جنہوں نے اپنی سہیل اپنے بھائی کی شکل دی میں (قرآنِ کوی)
دعا فرمائیے:
اللہ صمد حضرت زینتِ عالمین

اسے بلائیے علیؑ بجز محمدؐ پر گہر باد
سقاے سکینہ مرعبانِ مملو اور

©۔۔ کیمت مناسباتِ امتداد، صفحہ 174، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سپیل سکینہ

پاکستان



۷۸۶

۹۳-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
مخصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad

Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.tl

sabelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL